آداب دیارِ نقیب رجسٹرڈ ایس اے

شاہ نقیب اکیڈمی ، مدینہ کالونی ہاناں والہ ضلع شیخوپورہ

اداب دربار نقیب

جلد نمبر ۱ : چھ ماہی

حسن ترتیب

تاریخ اشاعت جون

قیمت : ۱۱ روپے

ملنے کا پتہ

آستانہ عالیہ فیضان نقیب

نقیبی روڈ، سوئی گیس لائن

مانانوالہ ضلع شیخوپورہ

امتیاز فیاض پریس سے چھپوا کر مانانوالہ سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

- جسے اپنے مرشد پر اعتماد نہ ہو وہ زندگی کے سفر میں آگے نہیں بڑھ سکتا۔
- جسے اپنے آپ اور ساتھیوں پر اعتماد نہ ہو وہ کسی کا تعاون اور رفاقت حاصل نہیں کر سکتا۔
- جسے اپنے نظریئے پر اعتماد نہ ہو، وہ اس کے لیے جدوجہد نہیں کر سکتا۔
- جسے اپنے خدا اور رسول پر اعتماد نہ ہو، وہ نام کا مسلمان، دین کے لیے جان نہیں دے سکتا۔
- جس نے اعتماد پالیا اس کی زندگی انفرادی۔ اجتماعی اور ملی سطح پر کامیاب ہوگی۔

- فیضان نقیب کے طالبان دید صوفیائے کرام، مریدین و زائرین کو چھتیسواں (۳۶) سالانہ عرس مبارک پر ہم دل کی انتہا گہرائیوں سے خوش آمدید کہتے ہیں۔

- صاحبزادہ قدرت اللہ شاہ
- پیر عظمت اللہ شاہ
- صاحبزادہ حبیب اللہ شاہ کی شفقت اور بے لوث خدمت کو ہدیہ پیش کرتے ہیں۔

گدائے در نقیب

سید انور سعید نقیبی مانانوالہ،

توحید

ذات ہر مقام کائنات میں موجود ہے۔ جب اس کی صفات کو ہر جگہ سمجھا
جائے تو اس کی ذات کو قائم و دائم سمجھا جاتا ہے۔ اور اس کی صفت قیوم کو
تسلیم کیا جاتا ہے۔ چونکہ حضور رسالتمآب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم
مظہر صفات خداوندی ہیں۔ اس لئے ہر مقام پر حضور کی صفات بھی موجود
ہیں۔ چاہے وہ کتنا اعلیٰ اور بلند مقام کیوں نہ ہو۔ جب مقام اعلیٰ ہو تو ہم
ذات کو بھی اعلیٰ تسلیم کرتے ہیں۔ ہر اسم ایک صفت ہے۔ اور ہر صفت
ایک قوت کی دلالت کرتی ہے۔ اسم عَلِیُّ بلندی کی صفت ہے۔ جو
بلندی درجات کے لحاظ سے ہوتی ہے۔ درجات تو اعمال کے ظہور سے
وابستہ ہوتے ہیں۔ اس لئے جس کے اعمال اعلیٰ ترین ہوں۔ اس کی صفات
بھی اعلیٰ ترین ہیں۔ اعمال چونکہ صفات کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ لہٰذا اعمال
درحقیقت اعلیٰ صفات کی پیداوار ہوتے ہیں۔ اعمال پہچانے جاتے ہیں
اپنے نتائج کے لحاظ سے یعنی اعمال کے اعلیٰ یا پست ہونے اچھے یا بُرے
ہونے کا اندازہ ان کے نتائج سے سمجھا جاتا ہے۔ یہ اندازہ اس وقت ہوتا
ہے جب صفاتِ اعمال و نتائج میں ظاہر ہو جائیں۔ صفات توحید کے ظہور
سے قبل ذاتِ وحدت الوجود تجلیٰ ہی کو ماننا پڑے گا۔ کیونکہ یہ ذات ایک
صفات کی حامل تھی۔ تبھی تو اس ذات نے کون و مکان میں بلند آسمان
اور دیگر اعلیٰ مخلوقات کو صفات کے نتائج میں ظاہر کیا۔ مخلوق اگر اعلیٰ
صفات کی حامل ہو۔ اور اعلیٰ نتائج برآمد کرے تو ایسی اعلیٰ مخلوق سے

خلوق سے [illegible] اعلیٰ کا ثبوت ملتا ہے۔ یہی اصول تقریباً ہر صفت میں پایا جاتا ہے۔ صفت اگر محرک اور متحرک ہو تو نتائج پستی سے اعلیٰ مقام تک برآمد کرتی ہے۔ صفت کا اعلیٰ یا پست ہونا ذات کے عمل کے نتیجہ پر موقوف ہے۔ اور نتیجہ مقام سے وابستہ ہے۔ اس لئے جب نتیجہ اعلیٰ مقام پر برآمد ہو یا ظاہر ہو جائے تو ہم ذات کو اعلیٰ سمجھتے ہیں۔ مقام و نتیجہ کے لحاظ سے یہ تو انسان اپنی قوتِ ادراک سے سمجھتا ہے۔ کسی دوسری ذات کے بارے میں نہ کہ اس ذات کی صفتِ کلُ کے لحاظ سے جو ذات ہر مقام پر موجود ہو۔ اور ہر مقام پر اس کی صفت بھی موجود ہو۔ اور ہر مقام پر اس کی صفت ظاہر ہو۔ اور ظہور کے نتیجہ جات بھی ظاہر ہوتے رہتے ہوں۔ تو ایسی ذات کا ادراک کما حقہٗ نہیں ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جو ذات ہر مقام پر موجود ہو۔ اس کے لئے کوئی مقام اعلیٰ نہیں ہوتا۔ اس کے لئے کوئی نتیجہ یعنی موجودات میں سے کوئی شے اعلیٰ نہیں ہے۔ اس لحاظ سے ذات باری تعالےٰ کا ادراک کرنا محال ہے۔ یہ وہ منزل ادراک ہے۔ کہ جہاں اصول منطق سے ذات باری تعالیٰ کا ادراک نہیں کیا جا سکتا۔ یہاں انسانی عقل کی عاجزی ہے۔ اور علوم کی درماندگی ہے۔ پس یہ وہ مقام تفکر ہے۔ انسانی ادراک کے لئے جاننا محال ہے۔ کہ ذات باری تعالےٰ نے بغیر کسی اسباب کے نورِ اوّل کو کیسے خلق فرمایا۔ مگر انسانی ادراک کی سہولت کے لئے اللہ تعالےٰ نے اپنی معرفت کے لئے اسماء الحسنیٰ خلق فرمائے۔ جو اسماء اس کی صفات کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ جس نے صفات میں غور کر کے اسے حامل صفات کاملہ تسلیم کیا۔ گویا کہ اس نے توحید کا اقرار کیا۔ جس نے صرف اللہ تعالےٰ کی ذات میں تفکر کئے بغیر اس کی صفات کے تو اس نے اپنے آپ

کو گمراہی کے راستہ پر گامزن کیا۔ چونکہ مشاہدہ اور منطق طریقہ سے ذات کا ادراک کرتے ہیں۔ یا سائنسدان موجودات کی ذات کا سائنسی مشاہدہ کر کے قیافہ کے ذریعہ ادا کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ جب وہ اللہ تعالےٰ کی ذات کا مشاہدہ نہیں کر سکتے اور نہ منطقی طریقہ یا قیافہ ان کے فکر کو کسی مثبت نتیجہ پر پہنچاتا ہے۔ تو وہ ذات کا انکار کر دیتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کے غیر مرئی وجود کو تسلیم نہیں کرتے۔ جو سراسر گمراہی ہے۔ یہ عقل کی عاجزی و محدود ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اور جہالت پر مبنی ہوتا ہے۔ جو خلاقِ اعظم کے وجود کو تسلیم کرتے ہیں۔ وہ اس کی صفات کو بھی تسلیم کرتے ہیں۔ مفکر یا تو مثبت اندازِ فکر اختیار کرتا ہے۔ یا منفی جب قوتِ فکر مثبت انداز اختیار کرے تو مفکر صفات کو مثبت لحاظ سے تسلیم کرتا ہے۔ اور جب جولانیٔ فکر منفی انداز اختیار کرے۔ تو سوچنے والا ذہن میں صفات کی نفی کر دیتا ہے۔ اور صفت کی ضد کو تسلیم کرتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص کسی شخص کی مردانگی سے متاثر نہ ہو تو وہ اسے بہادری نہ سمجھے گا۔ بلکہ اس کے فعل کے نتیجہ کو بزدلی قرار دے گا۔ یہ طریقہ منفی اندازِ فکر کی دلالت کرتا ہے جو مثبت صفت کو تسلیم کرنے کے بجائے ذہن کو صفت شجاعت کی ضد کی طرف لے گیا۔ اور بزدلی تسلیم کروا دیا۔ صفت کی ضد ذات کے نقص و عیب پر دلالت کرتی ہے مثلاً اگر فوجی سپاہی کی بزدلی کو مان لیا جائے تو یہ بزدلی اس کی ذات کا نقص یا عیب ہو گا۔ جو کہ ایک سپاہی جانباز کی شان کے خلاف ہے۔ کسی شخص کا کور چشم ہونا نہ صرف اس کی بصارت کا عیب ہے۔ بلکہ اس کی ذات میں ایک نقص سمجھا جائے گا۔ لہٰذا اگر کسی نے ذات باری تعالیٰ کو ظاہر نہ مانا تو دل ہی دل میں اس نے اس کو غائب تسلیم کیا۔ اس طرح اس نے صفت کی نفی اپنے قلب میں کر دی۔ اور صفت ظہور کی ضد یعنی غیبت کو تسلیم کیا۔ پس کفر یعنی توحید کے انکار کی پہلی منزل صفات ربوبیہ کے انکار

ہیں ہے۔ اعمال چونکہ قلب و ذہن میں موجود ایمان کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ اس لئے منکر و
کافر اپنے اعمال کی اساس توحید کے انکار یعنی مثبت صفات ربوبیت کے انکار پر
بناتا ہے۔ عقلاً ایسے شخص کے اعمال کی سزا بھی منفی میں ہونی چاہیئے۔ کسی ذات
کا باطن ہونا گویا اس کی صفات کا پوشیدہ ہونا ہے۔ صفات کا پوشیدہ ہونا
موصوف کی ذات کا غیب میں ہونے کی دلیل ہے۔ جب ذات کا ظہور ہوتا ہے
تو گویا اس کی صفات ظاہر ہوتی ہیں۔

بچے کا ماں کے پیٹ میں ہونا بچے کی غیبت ہوتی ہے۔ مگر ولادت
کے بعد اس کی صفات بشریہ ظاہر ہونے لگتی ہیں۔ یہ تو ذات انسان کی حقیقت
ہے۔ وہ ذات جو قبل از ظہور بشری نور اول تھی۔ وہ ذات بشریت کے
لحاظ سے غیبت میں تھی۔ مگر نور کے لحاظ سے ظاہر تھی۔

ایک وقت تھا۔ کہ جب نور اول کی بھی غیبت میں تھا۔ جب
ظہور میں آیا تو صفات ظاہر ہونے لگیں۔ نور اول کی خلقت ہی اس کا ظہور تھا
اور اس کا ظہور ہی اس کا خلقت تھا۔ اللہ نے چاہا کہ نور اول ظاہر ہو جائے
اور اللہ تعالےٰ جب کسی شے کا ارادہ کرتا ہے تو اسے کہتا ہے کہ ہو جا۔ پس
وہ ہو جاتی ہے۔

پ ۲۳ : سورۃ یٰسٓ : آیت نمبر ۸۲

اس کا کام تو یہی ہے۔ کہ جب کسی چیز کو چاہے۔ تو اس سے فرمائے ہو جا
وہ فوراً ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ارادہ کیا کہ نور اول ظاہر ہو جائے۔ تو اس
کا ارادہ نور اول کو کیسے منتقل ہوا۔ کیونکہ اس وقت تو موجودات یعنی کائنات
کی کوئی چیز وجود میں نہ آئی تھی۔ حتیٰ کہ جبرائیل کا وجود نہ تھا۔ کہ وحی کے ذریعہ
نور اول کو خدائے تعالےٰ کے ارادہ سے باخبر کر دے۔ اس لئے حکمائے

کے مطابق اللہ تعالیٰ کا ارادہ الظاہر ہوا۔ قلب نورِ اول پہ اور نورِ اول نے اپنا ظہور فرمایا۔ دوسرے نظریہ کے مطابق اللہ تعالےٰ کا نہ کوئی اپنا نفس ہے۔ اور نہ ذہن۔ کہ جس سے وہ ارادہ یا خواہش کر سکے۔ لہٰذا جو ارادہ یا خواہش مخلوقِ اوّل کی ہے۔ وہی اللہ تعالےٰ کی طرف منسوب ہوتی ہے۔ اس لئے نورِ اوّل نے جب رضائے الٰہی کے مطابق اپنے ظہور کا ارادہ کیا۔ تو اپنے ارادے کی تکمیل کے لیے اپنا ظہور کر لیا۔ اور نورِ اوّل کے ارادہ میں رضائے الٰہی شامل تھی۔ مگر چونکہ نورِ اوّل یعنی مخلوقِ اوّل کی صفات اللہ تعالےٰ کی طرف سے ودیت شدہ تھی اس لئے نورِ اوّل کے ارادہ ظہور میں مشیّتِ ایزدی شامل تھی۔ اس لیے اللہ تعالےٰ کی صفات الباطن والظاہر کے ساتھ حضور رسالتمآب کی صفات باطن وظاہر تسلیم کی جاتی ہیں۔ نبی اکرم کی صفات جب ظاہر ہوئیں تو وہ اللہ تعالےٰ کے صفات کی دلیل بن گیئں۔ خلقتِ اوّل سے قبل اللہ تعالیٰ کی ذات وجود مع اپنی صفاتِ کلیہ وکاملہ کے موجود تھیں۔ جب نورِ اوّل کی خلقت اللہ تعالےٰ نے فرمائی۔ تو نورِ اوّل یعنی مخلوقِ اوّل کو تمام صفاتِ کاملہ سے نوازا۔ یہ صفات کاملہ اس ذاتِ مخلوقی کی حیثیت سے ہیں۔ نہ کہ ذات لاشریک کے لحاظ سے اگر یہ مانا جائے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی ہی تمام صفات کاملہ مخلوقِ اوّل کو ودیعت کر دیں تو ایک نظریہ کے مطابق ذات لاشریک اور مخلوقِ اوّل میں بلحاظ صفات کے کوئی تمیز وفرق نہیں رہتا۔ پھر دوئی کا احتمال ہو جاتا ہے۔ دوسرے نظریہ کے مطابق اللہ تعالےٰ نے اپنی صفات جیسی صفات مخلوقِ اوّل کو عطا فرما کر ذاتِ اوّل کو کامل بنا دیا۔ جو اس نظریہ کے حامل ہیں۔ وہ مخلوقِ اوّل کو مظہرِ صفاتِ ربوبیہ تسلیم کرتے ہیں۔

صفات کے مظہر کے لئے صفات کا حامل ہونا ضروری ہوتا ہے۔ مثلاً ایک سخی کے لئے سخاوت کو ظاہر کرنے کے لئے صفتِ سخاوت کا حامل ہونا ضروری

ہے۔ اگر وہ شخص خود صفت سخاوت کا حامل نہ ہوگا۔ تو یہ صفت ظاہر نہ کر سکے گا۔ تب صفت کے ظاہر کرنے کے لئے ایک وجود کا ہونا لازمی ہوتا ہے۔

جب صفت ظاہر ہوتی ہے۔ تو اس کے ساتھ وجود بھی آثار و نتائج میں ظاہر ہوجاتا ہے۔ چونکہ ہر صفت ایک نتیجہ یا اختتام کو ظاہر کرتی ہے۔ اس لئے نتیجہ کے اعتبار سے صفت کے علاوہ موصوف کی ذات کو بھی تسلیم کر لیا جاتا ہے۔

رحم کی صفت جب ظاہر ہوتی ہے۔ تو اس صفت کا موصوف یعنی رحیم ایک نتیجہ پیدا کرتا ہے۔ وہ یہ کہ غلطی کرنے والے کو معاف کر دیتا ہے۔ اور مواخذہ نہیں کرتا۔ اور نہ سزا دیتا ہے۔

جب معافی نتیجہ ہوتی ہے۔ تو رحم کے ساتھ ساتھ رحیم کی ذات وجود کو بھی تسلیم کر لیا جاتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یہ آیت قرآن مجید میں اس بات کی دلیل ہے۔ کہ اللہ کے اسم یعنی اس کی صفت کا جب ظہور ہوا۔ یعنی الوہیت کا جب ظہور ہوا تو الرحمٰن کی صفت کی نمود ہونے لگی۔ اور صفت مخلوق اوّل کے ذریعہ سے ظاہر ہوئی۔ اگر مانا جائے۔ کہ صفتِ الٰہیہ بغیر کسی ذریعہ کے ظاہر ہوئی تو اس سوال کا جواب نہیں ملتا کہ یہ صفت کس کے لئے ظاہر ہوئی۔ اس کو سمجھانے کے لئے خدائے تعالےٰ قرآن مجید میں سورۃ الرحمٰن میں اپنی صفت الرحمٰن کی وضاحت فرماتا ہے۔ کہ اس نے قرآن کی تعلیم فرمائی۔ کس کو اس سوال کا جواب اگلی آیت کریمہ میں موجود ہے۔ کہ

خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝

اس نے انسان کو خلق فرمایا۔ اس تعلیم کے لئے رب العزت نے نہ صرف انسان کو علوم قرآنی تعلیم فرمائی۔ بلکہ عَلَّمَهُ الْبَیَان اس انسان کو قوتِ بیان

بھی عطا فرما کر طریقہ بیان بھی تعلیم فرمایا۔ یہ کون انسان ہے۔ کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص تعلیم عطا فرمائی۔ اور علم بیان بھی سکھایا۔ اگر کوئی کسی مکتب سے قرآن پڑھ لے تو اس نے صرف قرأت کو سیکھا۔ نہ کہ علوم قرآنی کو۔ علوم قرآنی تو صفات کا ملہ کا حاصل ہونا اور پھر ان صفات کو ظاہر کرنے کی قوت وصلاحیت رکھتا ہے۔ سورۃ الرحمٰن کے مطابق تو وہ انسان ایسا ہونا چاہیئے۔ جس نے کسی مکتب کالج یا استاد سے تعلیم حاصل نہ کی ہو بلکہ علوم قرآنی کی تعلیم براہ راست اللہ تعالیٰ سے حاصل کی ہو۔

قرآن مجید کا اپنا دعویٰ ہے۔ کہ اس میں ہر خشک وتر موجود ہے۔ بالفاظ دیگر قرآن مجید میں تمام علوم کا ذکر ہے۔ علوم قرآنی تو کائنات کے تمام علوم ہیں۔ طبعیات علم ریاضی، سائنس، فلسفہ، حکمت، علم نور، ادبیات، تاریخ، جغرافیہ، علم ہیئت علم ذرات، علم نفسیات وغیرہ ہو۔ ان کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ ان تمام علوم کی جامع ذات وہی ہونی چاہیئے۔ جس کے تمام علوم براہ راست اللہ تعالیٰ سے حاصل شدہ ہوں۔ چنانچہ انسانی تاریخ میں آج تک کسی شخصیت نے ماسوائے حضور رسالتمآب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مدینۃ العلم ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ اور نہ کوئی ایسا ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اسی ذات مدینۃ العلم نے اپنی زبان مبارک سے ان تمام علوم کا اعجاز سے ذکر فرما کر یہ ثابت کر دیا۔ تمام علوم حضور رسالتمآب کی ذات کے لائق ہیں۔ حضور پاک نے فرمایا۔ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے علم حاصل کرنے کے لیئے دروازے سے گزرنا ہے۔

حسن وجمال کے عجیب وغریب نظارے جو اس لباس میں ظاہر ہوئے۔ کسی اور منظر میں ظاہر نہ ہوئے۔ اسی طرح کھانے پینے کی ہر چیز میں علیحدہ علیحدہ ظہور ہوا وہ لطافت اور حسن جو لذیذ اور پر تکلف کھانے میں تھی۔ اس کے ماسوا میں نہ تھی اور میٹھے پانی اور غیر میٹھے پانی میں بھی ایسا فرق ہے۔ ہر چیز اپنے اپنے درجات

کے مطابق خصوصی کمال کا ظہور ہے۔ جب تک نظر باہر ہے۔ بے نتیجہ ہے۔ اہل اللہ فنا اور بقا کے بعد جو کچھ دیکھتے ہیں۔ اپنے اندر دیکھتے ہیں۔ جو پہچانتے ہیں۔ اپنے اندر پہچانتے ہیں۔ جو اپنے آپ کو فنا نہیں کرے گا۔ وہ بقا کیسے حاصل کرے گا۔ جس قدر فنا اکمل ہے۔ اسی قدر بقاء اکمل ہے۔

آتشِ عشق کسی شے کو باقی نہیں چھوڑتی۔ مدت دراز تک مطلوب حقیقی کی تلاش کرتا ہے۔ مگر آپنے آپ کو پاتا ہے۔ مطلوب حقیقی کو تب پاتا ہے۔ جب اپنے آپ کو پالیتا ہے۔ نور کو اندھیرے پر عاشق کر دیا۔ فنا بھی آپ ہے۔ بقا بھی آپ ہے۔ یہ دولت حصول فنا سے وابستہ ہے۔

محبت ذاتی پیدا ہو جانے کے بعد دکھ سکھ سب برابر ہیں۔ عشق شعلہ ہے۔ کہ جب روشن ہو جاتا ہے۔ تو معشوق کے سوا ہر چیز کو جلا کر راکھ کر دیتا ہے۔ غیر حق پر لا کی تلوار چلاتا ہے۔ توحید فنا کے بغیر میسر نہیں آسکتی۔ انسان ایک نسخہ جامعہ ہے۔ جو کچھ ساری موجودات میں ہے۔ وہ سب کا سب تنہا انسان میں موجود ہے۔ اسی جامعیت پر تو دل کو پیدا کیا گیا ہے۔ جو کچھ پورے انسان میں ہے۔ وہ سب تنہا دل میں ہے۔ لہٰذا قلب انسانی کو جامعہ کہتے ہیں۔ قلب کے اندر عرش کا نمونہ ہے۔ کوئی شک نہیں۔ کہ قلب کے آگے عرش کے نمونے کی کچھ حیثیت نہیں۔ کیونکہ قلب بے انتہا اشیاء کے نمونوں کا جامع ہے۔ اپنے آپ سے گزر جاؤ۔ یہی مشکل ہے نسیان درویش پر غالب ہے۔ عالم صغیر سے مراد انسان اور عالم کبیر سے مراد مجموعہ کائنات ہے۔ درویش بالکل کثرت نظر سے دور ہو جائے۔ ہر مقام کا امر علیحدہ ہے۔ اپنے دل کے گرد پھیریں اپنے ہی میں تلاش کریں۔ ہماری زبان دل کا آئینہ ہے۔ اور دل روح کا آئینہ ہے اور روح حقیقتِ انسانی کا آئینہ ہے۔ اور حقیقت انسانی حق سبحانہ تعالیٰ کا آئینہ ہے۔ یہ منزل طے کر کے زبان پر آتے ہیں۔ پ نمبر ۲۸ : سورۃ معارج : آیات نمبر : المقصد فقد ترجمہ : یہ پچاس ہزار سال کی مسافت لقا باللہ کی حقیقت تک پہنچ سکتا ہے۔ سلوک انتہا

رسالت

کفار کے سامنے حضور پاک ہیں۔ کفار قرآن کا نام تک نہ جانتے تھے۔ کفار کے سامنے حرف اور حرف حضور پاک ہیں۔ قرآن بہت عرصہ بعد جمع کیا گیا۔ کفار چاہتے تھے۔ کہ حضور پاکؐ کو جان سے مار دیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ میں نے اپنا نور پورا کرنا ہے۔

پ نمبر ۱۰ : سورۃ توبہ : آیت نمبر ۳۲

یریدون ان سے لے کر الکفرون ہ

ترجمہ : چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے منہ سے بجھا دیں۔ اور اللہ نہ مانے گا مگر اپنے نور کا پورا کرنا پڑے برا مانیں کافر۔ قرآن میں دوسری جگہ ہے۔

پ نمبر ۲۸ : سورۃ صف : آیات نمبر ۸

یریدون سے لے کر الکفرون

ترجمہ : چاہتے ہیں۔ کہ اللہ کا نور اپنے مونہوں سے بجھا دیں اور اللہ کو اپنا نور پورا کرنا پڑا برا مانیں کافر۔ تیسری جگہ قرآن میں آیا۔

پ نمبر ۶ : سورۃ مائدہ : آیت نمبر ۱۵

یاہل الکتب سے لے کر کتب مبین ہ

ترجمہ : اے کتاب والو! بیشک تمہارے پاس ہمارے یہ رسول تشریف لائے۔ کہ تم پر ظاہر فرماتے ہیں۔ بہت سی وہ چیزیں۔ جو تم نے کتاب میں چھپا ڈالی تھیں۔ اور بہت سی معاف فرماتے ہیں۔ بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا۔ اور روشن کتاب اللہ تعالیٰ نے حضور پاک کو نور فرمایا ہے۔ چوتھی جگہ

پ نمبر ۱۸ : سورۃ نور : آیت نمبر ۳۵

ترجمہ : اللہ کا نور ہے۔ زمین آسمان میں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ پوری کائنات میں نور ہی نور ہے۔ کوئی ذرہ نور سے خالی نہیں۔ آنکھ میں نور۔ آواز جو کہ نکلتی ہے۔ وہ بھی نور ہے۔ لاؤڈ سپیکر کی آواز نور کی وجہ سے فضائے محیط میں بکھر جاتی ہے۔ ہر کام نور کا ہے۔ نور کے بغیر کچھ بھی نہیں۔ نور ہر قسم کی آلائش اور کدورت سے پاک ہے۔ نور جوہر بھی ہے۔ ہدایت بھی ہے۔ رحمت کا سمندر ہے۔ اس وجود کو نور سے زندہ کیا جاتا ہے۔ نور روشنی اور پوری کائنات کی تخلیق نور سے ہے۔

نور وجود سے قائم ہے۔ اور وجود نور سے قائم ہے۔ پانی کیچڑ وجود سے قائم ہے۔ سوائے انسانی وجود کے کسی کو خلافت عنایت نہیں ہے۔

پ نمبر ۱ : سورۃ بقرہ

انی جاعل فی الارض خلیفۃ

ترجمہ : بے شک میں زمین پر ایک خلیفہ پیدا کرنے والا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی زمین یوں تو ساری ہے۔ لیکن خاص زمین مومن کا دل ہے۔ اسی دل میں تصورِ یار سے نور پیدا ہوتا ہے۔ پھر منزل مقام ظاہر ہوتا ہے۔ اجسام کو پیدا اس لیئے کیا کہ اس سے مخفی خزانہ ظاہر کرنا ہے۔

حضور محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے نور حضرت کی بدولت اللہ تعالیٰ کو پہچانا ہے۔ اس نور کو دانہ کن کے مغز سے ظاہر فرمایا۔ جس طرح کھیتی اپنی فصل کو نکالتی ہے۔ پھر جب اس نور نے ظہور پکڑا تو اس کی معطّر لکڑی پر برگ و بہار ہوئی۔ اور قبولیت کے بادل برسنے لگے اور آپ کے وجود تقدّس کے ظہور کی بشارت کا دونوں جہانوں میں ڈنکا بجنے لگا۔ اور جن و بشر نے آپ کے وجود مسعود کی آمد آمد کی مبارکباد یاں دیں۔ اور سارا جہان آپ کے وجود مقدس کی بدولت معطّر ہو گیا۔ اور نور کے پیدا ہوتے ہی تمام بت سرنگوں ہو کر بجتی

غلط ارادت اندر سے ختم ہوں گے۔ یہی یت ہے۔ اُلٹے خیالات ختم ہوں گے۔ تمام
شاخیں اور رنگ دار پھول لہلہانے لگے۔ قرآن پاک میں ہے۔

طوعا او کرھا قالتا اتینا

ترجمہ: تم دونوں طوعا وکرہا آؤ۔ تو دونوں نے کہا ہم مطیع ہو کر آئے۔ پس یہ
جواب زمین سے کعبہ مقدسہ کی جگہ نے دیا۔ اس طرح کعبہ مقدسہ کی زمین ایمان کا محل
ہو گئی۔ پس جب آدم علیہ السلام کی تخلیق کے وقت اللہ تعالےٰ نے فرشتوں کو ہر قسم کی
بری بھلی زمین سے ایک ایک مشت خاک جمع کرنے کا حکم دیا۔ تو اس وقت فرشتوں
نے حسب حکم ہر قسم کی بری بھلی مٹی آدم علیہ السلام کا خمیر تیار کرنے کے لئے جمع کی۔
کعبہ شریف جو ایمان کا محل یعنی وجود مرشد ہے۔ خاص جگہ سے بھی ایک مُشتِ
خاک لی گئی۔ اگر خمیر آدم میں وہ مشتِ خاک خاص نہ ہوتی تو الست بربکم
کے ندا کے جواب میں بلیٰ کہنے کی جرأت کسی کو نہ ہوتی۔

آدم تو اس وقت بھی نبی تھا۔ جب آدم مٹی اور پانی کے درمیان تھا۔ یعنی نبی
کا نور ہونے کی وجہ سے سوال جواب تھا۔ اسی نور نے جواب دیا۔ حضور کا نور تمام
انبیاء علیہم السلام کے وجودوں (ذرات) میں سرائت کر گیا۔ اس وجہ سے جواب
دینے کے لیئے ان کی زبانوں میں باذن اللہ جرأت پیدا ہو گئی۔ پھر جس کے خمیر
میں تقدیر الٰہی تخمیر کی استعداد تھی۔ اس میں تو خمیر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باقی
رہا۔ یہاں تک کہ وہ عالم محسوس میں ظاہر ہوا۔ پھر وہ اسی صورت پر قائم رہا۔ پس
اس دعویٰ کی تحقیق کے لئے یہ مطلب ظاہر ہوا۔ اور اس روحانی معنیٰ کا نور
ذات جسمانی پر چمکا۔ پس اس طرح جسم تاریکی کے بعد منور ہوا۔ امانت کی ~~ظلمت~~
کفار کے دل نہیں کر سکتے۔ بلکہ وہ مومنین کے قلوب میں محفوظ رہ سکتی تھی۔ آپ کے
قول مبارک کے مطابق۔

حدیث :

کل مولود یولد علی الفطرۃ التی فطر اللّٰہ الناس علیھا

ترجمہ : ہر ایک بچہ اس فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو پیدا فرمایا۔ یعنی فطرت اسلام پر ہے۔ جیسے شمال سے نمو پاکر احوال کو پاکیزہ کرتی ہے جو ریاضیات نفوس، مناجات القلوب، منازلِ اسرار، مشاہداتِ ارواح کے ساتھ پر برگ و بہار ہوتی ہے۔ جس کے ذریعے حکمتوں کے پھول اور معرفتوں کی باریکیاں جنم لیتی ہیں۔ جن سے انفاس کی خوشبوئیں اٹھتی ہیں۔ جن سے انس کے اوراق پیوستہ ہوتے ہیں۔ جس سے مفید ہوائیں نشو و نما پاتی ہیں۔ اور جو مخصوص لوگوں کے مراتب خواص کے مقامات صدیقین کی منازل مقربین کی مناجات اور محبتین کے مشاہدات سے اس کی اصل پر بنی ہوتی ہے۔ یہ سب امور اسی شاخ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بہرہ ور و بارور ہوئے۔ سب اسی کے نور سے تاباں ہیں۔ اور اسی کی نہر کوثر سے سیراب ہیں۔ اس کے احسان کے جوہر کی غذا کھانے والے اور اس کی ہدایت کے گہوارے میں پرورش پانے والے ہیں۔ اسی وجہ سے اس کی برکات عام اور اس کی رحمت تمام مخلوق پر تمام ہوئی۔

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْن

اور ہم نے آپ کو سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا

آپ ہی کے لئے دن رات کو مسخر رسوم کر کے رواج دیا گیا۔ آپ سے رسالت سے تمام رسولوں کا سلسلہ منقطع کیا گیا۔ سب سے پہلے جب شب عدم کی تاریکی سے روزِ وجود نے طلوع کیا تو شموس محمدیہ کے انوار مبارکہ جبین آدم علیہ السلام کے اُفق پر پوری تابانی سے چمک اُٹھے اور فرشتے اس کی تابانی کو دیکھتے ہی سجدے میں گر پڑے۔ آپ کے مادہ روحانیہ کے جود و کرم کا اشارہ سورت نور کی اس آیت سے معلوم ہوا ہے۔

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

مصباح سے نور محمدی مراد ہے۔ بس کائنات پر روشنی آقا و مولا سرکار دوعالم کی ہے۔ آپ کا پورا وجود ہی مصباح یعنی چراغ ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا

وانزل من السماء ماء بقدر

اور اس نے ایک اندازے کے مطابق آسمان سے پانی اتارا۔ کیونکہ اس آیت مبارک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پانی کے ساتھ تشبیہہ دی گئی ہے۔ جو آسمان سے ایک اندازے سے اترتا ہے۔ جس طرح پانی ہر چیز کی زندگی کا سبب ہے۔ اسی طرح آپ کا نورِ پاک ہر ایک قلب کے لئے باعثِ حیات ہے۔ اور وجود مسعود ہر چیز کے لئے باعثِ رحمت ہے۔ پھر آپ کے نورِ مقدس سے لوگوں پر مذاہب کے ذریعے ان کو آپ کی برکات سے جو بھی میسر آیا۔ پس اس نے دلوں کو بڑوں چھوٹوں اور اعلیٰ وادنیٰ کے لئے اس کی وادیاں بنایا اور ہر وادی قلب نے اپنی استعداد کے مطابق اس پانی کی مقدار کو جو سیل کی طرح اس کی طرف رواں تھا۔ برداشت کیا۔

قد علم کل اناس مشربھم

ہر ایک گروہ نے اپنے اپنے گھاٹ کو پہچان لیا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جسمانیت کو اس جھاگ کے ساتھ تشبیہہ دی گئی۔ جو صاف پانی کے اوپر ہوتی ہے۔ اور جلدی زائل ہو جاتی ہے۔ اس طرح حضور پاک کی جسمانیت ظاہری کیفیت مثلاً کھانا پینا نکاح کرنا۔ لوگوں کے ساتھ ان کے احوال و افعال میں شریک ہونا سب زائل ہو گیا۔ اور جو چیزیں لوگوں کو نفع دینے والی تھیں یعنی آپ کی نبوت و رسالت و حکمت و علم و معرفت و شفاعت اب تک زمین پر باقی ہیں۔ اور اسی طرح یہ زمین کی روحانی جسمانی کثیف و لطیف تہوں میں تخلیق کیا۔ تا جیسے بستر خزانے میں تہ بہ تہ اوپر نیچے ترتیب وار رکھ دے۔ اب جو کپڑا اتا جو سب سے پہلے رکھا تھا۔ سب سے آخر میں نکلے گا۔ اسی طرح محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخر آئے۔ پیدائش پہلے ہے۔

شانِ اولیاءؒ

دینِ مبین پر جو مصیبتیں آئیں۔ ان کو اولیاء کرام دُور فرماتے ہیں۔ درویش کو دنیا پرست لوگوں سے میل جول رغبت کرنا ان کے چہرۂ جمال پر بدنما داغ ہے

پارس ایک پتھر ہے۔ اس سے لوہا تانبا مِل جائے تو وہ سونا بن جاتا ہے۔ بانس اور پتھر میں آگ ہے۔ لیکن اس سے وہ فائدہ خود نہیں اٹھا سکتے۔ باہر سے آگ لینی ہے۔ اولیاء کرام کی سیاہی کو اللہ کی راہ میں شہید ہونے والوں کے خون کے ساتھ وزن کریں گے۔ ان کی سیاہی کا پلہ بھاری ہوگا۔ اولیاء کرام کا سونا بھی عبادت ہے۔

باطنی طاقت ہی ظاہری وجود کو تمام کمال تک پہنچانے والی ہے۔ مرید جب تک میل کچیل سے ملوث ہے۔ مطلوب حقیقی سے محروم ہے۔ اپنے بے رونق بازاروں کو روحانیت سے چمکاؤ۔ دنیا کے بھیڑیوں سے محفوظ رہیں۔ جو مرید اپنے مرشد کے دروازے کی خاک نہیں بنتا۔ اس وقت تک اولیاء نہیں بن سکتا۔ جس جس سے محبت ہے بس اسی کا ہو رہا۔ گرمی والے کو مصری کا شربت کافی ہے۔

بھینگاپن کے لئے نورانی دوائی آنکھوں میں ڈالنی ضروری ہے۔ ایسا خیال خاص رکھنا ضروری ہے۔ کہ اسلام میں کہیں شیطان نہ کود پڑے۔ اگر دِل صحیح ہے تو بدن بھی صحیح ہے۔ آفتاب کے گرد بادل نہ چھا جائیں۔ ورنہ دُھوپ نہیں ملے گی عشق کی گرمی کی ضرورت ہے۔ ہر برتن میں سے وہی کچھ نکلتا ہے۔ جو اس میں ہوتا ہے۔ دنیا بظاہر شیریں ہے۔ صورت میں تر و تازہ دکھائی دیتی ہے۔ لیکن حقیقت میں زہرِ قاتل اور بے کار سامان ہے۔ یہ ایسے ہے۔ جیسے نجاست پر سونے کا خول چڑھا ہوا ہو۔ ہوش مند بے رونق چیز کو قبول نہیں کرتا۔ بلکہ اپنی بلند ہمت حس کو مکمل طور پر روحانی طریقہ پر لگائیں۔

نفس امارہ کا کام یہی ہے۔ کہ دوسروں پر اپنی برتری حاصل کرنا۔ خود کسی کا محتاج نہ رہے۔ جب بات منہ سے نکل جاتی ہے پھر اس کا علاج مشکل ہے۔ اس طرح خود بھی گمراہ ہوئے۔ دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

نفس امارہ لڑائی جھگڑا کے سوا اور کام کے خلاف ہے۔ روحانی معاملہ نفس امارہ کے جنگ کے بعد عامل ہوتا ہے۔ خواہش کے ہر معاملہ میں سستی نہیں کرنی چاہیئے۔ نفس امارہ کے ظاہر کو مختلف ملمع سازیوں اور زینتوں سے آراستہ اور مزین کیا گیا ہے۔ یہ دیکھنے میں خوب صورت ہے۔ لیکن حقیقت میں مردار کا عطر لگا ہوا ہے۔ مکھیوں اور کیڑوں سے بھرا ہوا ٹی خانہ اور زہر ہے۔ یہ خاردار درخت ہے۔ اس سے بچنا چاہیئے۔

یہ نفس امارہ ہر انسان کو داغدار بنانا چاہتا ہے۔ بندے کی زندگی کیا ہے جس سے اس کا مولا ناراض رہے۔ سلامتی قلب اس وقت وجود میں آتی ہے جب کہ دل پر غیر خدا تعالٰے کے خیالات کا گزرنا بالکل بند ہو جائے۔ انسان ایک نسخہ جامعہ ہے۔ اگر انسان بن جائے تو کمال۔ ورنہ حیوان ہے۔ حیوان سے بھی بدتر ہے۔ ولایت کا رخ اللہ تعالٰے کی طرف ہے۔ اور نبوت کا رُخ مخلوق کی طرف ہے۔ ولایت نبوت کا جزو ہے۔ موسم جوانی نفس امارہ کی سلطانی کا زمانہ ہے ظاہر کی غفلت بالکل باطن کی غفلت ہے۔ نیند ظاہری چیز ہے۔ وضو توڑتی ہے اندھا پن بدبختی ہے۔ مرض قلبی کو دور کرنا ضروری ہے۔ اولیاء کرام قلبی مرض کے طبیب ہیں۔ باطنی امراض کا ازالہ ان بزرگوں کی توجہ سے ہوتا ہے۔ جو آنکھ کی حفاظت نہیں کرتا۔ اس کا دل بھی قابو نہیں ہوتا۔ اپنے احوال و افعال کی تفتیش کرتے رہنا ضروری ہے۔

عقلمند کو اشارہ کافی ہے۔ اپنے مقصد کو بلندیوں میں تلاش کرنا ضروری ہے

بظاہر جسم کو مصائب تلخ تکلیف کام ہیں ۔ لیکن باطن میں روح کو لذت ملتی ہے ۔
بزرگوں کی نگاہ دل کے امراض کو دُور کر کے شفا بخشتی ہے ۔ ان کی صحبت غیر
پسندیدہ عادات و اخلاق کو بالکل دُور کر دیتی ہے ۔
اولیاء کرام کے ساتھ کلام الٰہی کبھی بالمشافہ کبھی نعمت عظمیٰ ان کی وراثت
کے طور پر بالمشافہ گفتگو ہوتی ہے ۔ یہ گفتگو الہام اور دل میں القاء کرنے کے علاوہ
ہوتی ہے ۔ یہ گفتگو وہ بھی نہیں ۔ جو فرشتوں کے ساتھ ہوتی بلکہ اس کلام کا مخاطب
وہ انسان ہوتا ہے ۔ جو عالم امر و خلق اور روح اور نفس اور عقل و خیال کا جامع ہو ۔
گفتگو کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ مخاطب کو متکلم نظر بھی آئے ۔ ہو سکتا ہے ۔ کہ سننے
والے کی نظر کمزور ہو ۔ بالمشافہ گفتگو کرنے سے حجاب دُور ہوتے ہیں ۔ اولیاء کرام سے
ملنے والا بدقسمت نہیں رہتا ۔ محبت رکھنے والا کسی چیز سے محروم نہیں رہتا ۔ میل
جول رکھنے والا بے مراد نہیں رہتا جو لوگ اولیاء اللہ کے ہو جاتے ہیں ۔ اللہ تعالےٰ
ان کا ہو جاتا ہے ۔ ان کی نگاہ ہی دوا ہے ۔ ان کی گفتگو شفا ہے ۔
حضور پاکؐ نے فرمایا کہ جتنی مجھے ایذا دی گئی ہے ۔ اتنی کسی نبی کو ایذا
نہیں دی گئی ۔ حضرت نوح علیٰ نبینا علیہ والسلام نو سو پچاس سال اپنی قوم میں رہ،
ان کو دعوت دیتے رہے اور طرح طرح کی ایذائیں برداشت کرتے رہے ۔ ان کی قوم دعوت
کے وقت ان پر اس قدر پتھر برساتی کہ وہ پتھروں کی وجہ سے بے ہوش ہو کر گر پڑتے
جب ہوش میں آتے پھر دعوت تبلیغ شروع کر دیتے ۔ اللہ والوں کی باتیں اللہ والے
ہی سمجھ سکتے ہیں ۔ اولیاء کرام کی بعض باتیں اپنے صحیح معنی و مطالب کے ساتھ سمجھ
میں نہیں آسکتے ۔ کیونکہ ہمارے دلوں میں تاریکیاں ہی تاریکیاں ہیں ۔ ہمارے دماغوں میں
اندھیرا ہی اندھیرا ہے ۔ جب ان میں شمع ہدایت نہ روشن کی جائے ۔ ان کا اصلی حال کیسے
جانا جا سکتا ہے ۔ بزرگانِ دین کا تذکرہ ہمارے دل و دماغ کی تاریکیاں دُور کرنے

کے لئے بہت ضروری ہیں۔

اس وقت بدکاری فسق و فجور سیاسی ابتری اور اخلاقی انحطاط انتہا کو پہنچ چکے ہیں۔ دولت خبیثہ کو پکارا جاتا ہے۔ بے دینی کے نظریات پھیلائے جا رہے ہیں۔ اسلامی اقدار کو نقصان پہنچایا جا رہا ہے۔ بے دینی کے نظریات پھیلائے جا رہے ہیں۔ اسلامی اقدار کو نقصان پہنچایا جا رہا ہے۔ غلط لوگ قوت اسلام کو کمزور کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ پردہ کے بھی خلاف روحانی طریقہ کے بھی خلاف ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ بزرگان دین نوع انسانی کو مادیت کی ذلتوں نفس پرستیوں اور اخلاقی پستیوں سے نکال کر روحانی بلندیوں اور تعلیم اسلامی سے روشناس کرا رہے ہیں۔ یہی اُمتِ محمدیہ کا سرمایہ ہے۔ ان کریم النفس انسان کامل سے دین اسلام مضبوط ہوتا ہے۔ اور مسلمانوں کے اندرونی و بیرونی حالات اصلاح پذیر ہوتے ہیں۔ اولیاء کرام نے ہی اس برصغیر میں دُور و نزدیک اپنی ان تھک مساعی سے لوگوں کو دولت اسلام سے سرفراز فرمایا۔ اور بزرگوں کا فیض بلاواسطہ اور بالواسطہ سلسلہ جاری ہے۔ ان اولیاء کرام کے کرم سے روحانی انقلاب نمودار ہوتے چلے آ رہے ہیں۔ آفتاب رسالت بلندی کے اُفق پر ہمیشہ چمکتا رہتا ہے۔ ہر ایک کو ظاہری باطنی فیض ملتا ہے ہر انسان کے لئے ذریعہ نجات مسلک اولیاء ہے۔ اولیاء کرام کی تعلیم سے انسان بدامنی انتشار خون ریزی جرائم سے بچ جاتا ہے۔ خواہ عورت ہو یا مرد بچہ ہو یا بڑا۔ اس تعلیم کا بنیادی مقصد انسان کو نیک بناتا ہے۔ عشق اولیاء رکھنے والا گریہ زاری کرتا ہے۔

مذہب کا پیروکار ہو جاتا ہے۔ توحید و رسالت دل میں بس جاتی ہے۔ دل نئی امنگ بھری جاتی ہے۔ زندگی کا ہر لمحہ ملت کے لئے ایک نیا پیام ہونا چاہیئے۔ ایک نسل سے دوسری نسل تک حضور پاک کا پیغام پہنچانے کے لئے ہر دور میں یگانہ

روزگار شخصیتیں آتی ہیں۔ ہر انسان کے اندر روح موجود ہے۔ اور روح کی غذا محبت الٰہی
قرب الٰہی ذکر الٰہی ہے۔ یہی طریقہ سیکھنے کے لئے اولیاء کرام کے درِ اقدس پر حاضری دینی
چاہیئے۔ روحانی منزل شدید ریاضات، عبادات، اور مجاہدات کے بعد حاصل ہوتی
ہے۔ جو لوگ مسلک اولیاء کے خلاف ہیں۔ وہ روحانی اخلاقی اقدار کا خاتمہ کے لئے ہولی
کھیل رہے ہیں۔ یہ کفار لوگ بین الاقوامی آگ کو بجھانے کے لئے پانی کی بجائے اس پر
تیل چھڑک رہے ہیں۔ کفار دھوکہ دہی سے کام لیتے ہیں۔ انسانی مخلوق کی بحالی کے لئے
بلند بانگ نعرے بلند کر رکھے ہیں۔ دوسری طرف تمام روحانی اقدار اور سکونِ قلب کا
جنازہ نکال رہے ہیں۔ اور خود بے چینی، بدحواسی میں مبتلا ہو رہے ہیں۔

فریب کاری کا نام ڈپلومیسی رکھا ہوا ہے۔ تخریب کاری کا نام تعمیر، بدکاری کا نام
تمدن، بے ایمانی کا نام اصول بددیانتی کا نام پالیسی، بدی کا نام نیکی اور عیاشی کا نام راحت
فحاشی کا نام ترقی نسواں رکھا ہوا ہے۔

جہالت سے نجات صرف اولیاء کرام دلا رہے ہیں۔ جہاں پرست لوگ ذہنی بیقراری
میں مبتلا ہیں۔ بنی نوع انسان حقیقت کی پیاسی ہے۔ سینکڑوں انسانوں کے قلوب اولیاء کرام
سنوارتے ہیں۔ خدا خالق ہے۔ اور کائنات مخلوقِ خدا، قدیم کائنات حادث۔ کائنات
اللہ تعالیٰ کی صفت تخلیق کا مظہر ہے۔ چونکہ صفت موصوف سے جدا نہیں ہو سکتی
کائنات کو خدا کا غیر نہیں کہا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ ہر جگہ موجود ہے۔

عدل انصاف اور امن کے متلاشیوں کی چیخیں، ظلم و ستم اور جبر و استبداد گمراہی
اور جہالت کی آہنی دیواروں سے ٹکرانے کے بعد خاموش ہوتی جا رہی ہیں۔ پاکستان میں مختلف
فرقے ایک دوسرے کے جانی دشمن بنتے جا رہے ہیں۔ اور یہودیت و نصرانیت کی تعلیم
درپردہ دی جا رہی ہے۔ یہ خطہ پاکستان تاریکیوں اور جہالتوں میں مبتلا ہے۔ اخلاقی
خرابیوں اور گمراہیوں کا مرکز بنتا جا رہا ہے۔ معاشرتی تمدن اور اخلاقی کمزوریاں عروج

پر ہیں ۔ سرزمین پاکستان کے انسان برائے نام انسان رہ گئے ہیں ۔ مجالس میں اپنی قوت مردمی کی تعریف کی جاتی ہے ۔ بدمستی کی حالت میں نہایت شرمناک افعال کیے جاتے ہیں ان ظالموں کو یوم حساب کا کوئی خوف نہیں ۔ فاقہ کشی ، خودکشی ، طاغوتی طاقت سے بچنے کے لیئے اندھیر نگری سے نکالنے کے لیۓ سلامتی وچاندنی راہوں کا راستہ لینے کے لئے اولیاء کرام کے در پر جھک جاؤ ۔ اولیاء کرام کے دامن سے وابستہ ہوتے سے عظمتیں مسرتیں ، برکتیں دکھی انسانیت سکون قلب عنایت ہوتا ہے ۔

دنیا کا ہر مفکر اور مدبر ان ہی کے ارشادات کو اپنی اپنی منطق میں پیش کر رہا ہے اولیاء کرام کی ہر ادا کو اپنانا ضروری ہے ۔ چونکہ یہ عاشق رسول ہوتے ہیں ۔ صالح لوگوں کو دیکھ دیکھ کر تقدیر مسکراتی ہے ۔ جس طرح سب کو معلوم ہے ۔ کہ سورج جدھر سے نکلتا ہے اسی طرح پتہ ہونا لازمی ہے ۔ کہ دینِ مصطفےٰ کہاں سے ملتا ہے ۔ اولیاء کرام کی محبت کے نغمے ہر وقت زبان پہ ہوتے چاہیئے ۔ ہر میدان میں اولیاء کو فتح ہے ۔ انسانیت پر پھر نئے انداز سے لادینی قوتیں چھانے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ آج فسق وفجور کے اندھیرے دیارِ غیر سے بھر انتہائی ہولناک طوفان کی صورت میں بڑھے چلے آرہے ہیں ۔ خواب غفلت سے اٹھو ورنہ رنگین یادوں کو بھول جاؤ گے ۔ آج کا انسان عیش ونشاط کی لذتوں کا آتش کدہ ہے ۔ غفلت کی نیند سونے والو اٹھو ۔ دامن اولیاء میں چھپ جاؤ ۔

سورۃ ابراھیم : آیات نمبر : پارہ نمبر

نار کونی بردا وسلاما علی ابراھیم ۝

ترجمہ : اے آگ ! تو ابراہیم پہ سرد ہو جا ۔ یہ واضح فرمایا کہ میرے بندوں کو دوزخ تو کیا کوئی چیز کائنات کی تکلیف نہیں دے سکتی اور جو واقعات ہو گزرتے ہیں ۔ وہ امتحان ہوتا ہے ۔ جتنی بڑی کلاس ویسا ہی امتحان ہوگا ۔ جب مومن کو پلصراط سے گزرنا ہوگا تو دوزخ پکار کر آواز دے گی ۔ کہ مومن جلدی جلدی گزر جا ۔

تیرے نور کی شعاعیں اس قدر تیز ہیں۔ کہ میرے شعلے ماند پڑ جائیں گے۔ یعنی تو پلصراط سے گزرتے ہوئے تعجب کے ساتھ میرا تماشا نہ دیکھ کہ یہ دوزخ ہے۔ جو خوف کا مقام ہے اس طرح مجھے شرمندگی ہوگی اور میرے شعلے ٹھنڈے ہو جائیں گے تو جلدی سے گزر جا۔ محبت کرنے والوں کو ایک آگ لگ جاتی ہے۔ آتشِ عشق عارف کی جب چمکتی ہے۔ تو مریدوں کی روحیں سکون حاصل کر لیتی ہیں۔ اس طرح یہ اللہ کے نائب خود سکون حاصل کرتے ہیں۔ دوسروں کی روحوں کو سکون عطا کرتے ہیں

دیدارِ الٰہی دو قسم کا ہے۔ اوّل : دل کا۔ دیکھنا ہے یقین کے ساتھ،

دوم : آنکھ کا دیکھنا ہے۔ ظاہر کے مشاہدہ پر۔

یہ لازمی نہیں کہ آنکھ کے دیکھنے کو ہی دیکھنا کہا جاتا ہے۔ اولیاء کرام دل کی آنکھوں سے ہر بات دیکھتے ہیں۔

اولیاء کرام اللہ کے عظیم سمندر ہیں۔ سمندر سے موجیں اُٹھتی ہیں۔ وہیں ختم ہو جاتی ہیں۔ سمندر ایک قائم پانی ہے۔ دوسرے تمام پانی سمندر میں جمع ہو جاتے ہیں۔ ان میں جو باہر سے آنے والا پانی ہے۔ اس کو سمندر کی موجیں صاف کرتی ہیں — اولیاء کرام کا بدن انوارِ تجلیات ہوتا ہے۔ روح میں بلندی حرکات وسکنات پہ یہ موجیں اُٹھتی رہتی ہیں۔ کبھی طغیانی، کبھی نیچے کبھی اوپر، کبھی ظاہر کبھی مخفی کام چلتا ہے۔

عاشق کا دل محبت کی آگ سے جلا ہوا ہے۔ جو اس کے اندر آتا ہے۔ آتشِ محبت اس کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔ آبِ رواں دریا کی آواز سنو۔ کیسے زور شور سے آتی ہے۔ جب سمندر میں پہنچتی ہے۔ تو خاموش ہو جاتی ہے۔ جس شخص میں یہ تین خصلتیں ہوں گی۔ جان لو۔ کہ خدا اس کو دوست رکھتا ہے۔

۱ : دریا کی طرح سخاوت

۲ : آفتاب کی سی شفقت

۳ : زمین کی سی تواضع

نیک کام سے بہتر کون سا اور اچھا کام ہو سکتا ہے - جس نے پہچان لیا اپنے آپ کو - اس نے پہچان لیا رب کو - ظاہری باطنی قوتوں سے -

عبارت ہے رب کا معنی ، مالک پرورش کرنے والا - تو یہ معنی ہوا کہ اپنے ظاہری اور باطنی امور کے مالک اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا - جب تک کوئی انسان اپنے آپ میں اس موت کا یقین نہیں کر لیتا - وہ نہ عارف ہے - نہ ولی - وہ تو ایک عام مومن ہے - جو غفلت حجاب میں گھرا ہوا ہے - ولی اللہ اور عام آدمی میں یہ فرق ہے - کہ اولیاء کرام ہر کام اللہ تعالےٰ کی طرف سے منسوب کرتے ہیں - عام آدمی اپنی طرف سے کام کرتا ہے - کہ میں یہ خود کر رہا ہوں - وہ کر رہا ہوں - اپنے آپ کو چھوڑنا ہی ولایت ہے - اپنی نفی کرنا ہی ولایت مومن کی کرامتیں موت کے بعد ظاہر ہوتی ہیں جب اللہ تعالےٰ اس پر غفلت طاری کر دیتا ہے - اس وقت وہ ولی نہ ہوگا -

مثال اس طرح ہے - مومن جب سو جاتا ہے - اسے مومن اس لیے کہتے ہیں - کہ وہ حالت بیداری میں مومن تھا - نیند کو اختیاری موت کہا جاتا ہے -

شانِ شاہ نقیب رحمۃ اللہ علیہ

ویسے تو بنی نوع انسان کا ہر فرد اپنی شخصیت میں تاریخ کا ایک ورق ہے مگر بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں - جو کہ صرف خود مجسم تاریخ ہوتے ہیں - بلکہ دوسروں کی زندگیوں کو بھی ایک صحت مند رُخ دے کر تاریخ کے روشن اوراق میں ڈھال دیتے ہیں - ان بزرگوں کی اپنی زندگی اتنی بلند پاکیزہ ہوتی ہے - کہ ایسے محسوس ہوتا ہے - جیسے یہ اس دنیا کی نہیں - کسی اور دُنیا کی مخلوق ہے -

صوفیائے کرام کا جلیل القدر گروہ تمام بزرگوں سے افضل ترین جماعت ہے

جو اپنے احوال اور واقعات کو پوشیدہ رکھ کر دوسروں کی زندگیاں سنوارنے پر مامور ہوتے ہیں۔ جیسے خواجہ خواجگان حضرت پیر صوفی محمد نقیب اللہ شاہ قادری روحانیت قوی رکھتے ہیں۔ اور سلسلہ قادریہ کا فیض عام پہنچا رہے ہیں۔ تصوف کی تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ نظم و ضبط اور وقت کی پابندی جو سرکار کے آستانہ عالیہ کا خاص امتیاز ہے۔ عرس شریف کے موقعہ پر آستانہ عالیہ پر لاکھوں کی تعداد میں پاکستان کا ہر ضلع اپنا اپنا جلوس علیحدہ لاتا ہے۔ ہر ضلع کے جلوس کے آنے کا نرالا رنگ ہوتا ہے۔ کوئی کلمہ طیبہ کا ذکر کرتے آتے ہیں۔ کوئی ڈھمال کے ساتھ آتے ہیں۔ کوئی پشاوری جھمبر ڈالتے آتے ہیں۔ ان جلوسوں کے نظم و ضبط اور وقت کی پابندی کو دیکھ کر ہر انسان دو چار ہوتا ہے۔ آپ قبلہ مرشدی عرس کے علاوہ بھی ہر روز سینکڑوں مریدین۔ معتقدین اور حاجت مندوں کی معروضات پوری توجہ سے سنتے اور حسب ضرورت وظائف کی اور ذکر و فکر کی تلقین فرماتے ہیں۔ آپ اپنے اسم پاک پر ہی آبادی کا نام رکھا ہوا ہے۔ آپ نقیب آباد شریف میں پوری آب و تاب سے قادریت کی ضیاء پاشیاں کر رہے ہیں۔ اس در پر جانے کے لئے اپنے آپ کے تن من پاک اور لقمہ حلال، حواس خمسہ پاک۔ دل تمام اوصاف ذمیمہ، حرص و ہوس، بخل، حسد غرور، غیض و غضب وغیرہ سے پاک رہنا چاہیئے۔ اگر ایسا معاملہ صحیح ہے۔ تو مرشد خانہ پر جا سکتا ہے۔

ذکر الٰہی میں مشغول ہو۔ اور غفلتوں سے دور رہنے سے مجلس اولیاء میں جا سکتے ہیں۔ پیشوائے عارفاں کے پاس جانا کوئی معمولی بات نہیں۔ اس زمانہ میں سو سال کی عمر میں غفلت اور نسیان کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ لیکن ولی کامل کو یہ مرض نہیں ہوتی۔ جیسا کہ ہمارے قبلہ عالم جان عالم کی صحت بالکل ٹھیک ہے۔ آپ عشق بھرے رموز معرفت بیان فرماتے ہیں۔ سچ ہے۔ کہ ہاتھ، زبان، آنکھ، کان یعنی

پورا وجود اللہ کا ہو جاتا ہے۔ تو پھر غفلت کہاں رہتی ہے۔ آپ ہر مرید میں عشق کا بیج بوتے ہیں۔ چند ماہ میں عشق کا خوشبودار درخت بن جاتا ہے۔ پھر عشق کی خوشبو اس حد تک بڑھ جاتی ہے۔ کہ اس کا اندازہ نہیں کیا سکتا۔ عشق مرشد کی آگ دوزخ کی آگ کو ہضم کر لیتی ہے۔ زائرین سرکار کے جمال میں محو ہو جاتے اور حجاب درمیان سے اُٹھ جاتا ہے۔ اس زمانہ میں عرفان کی پیاسی رُوحیں دور دور سے آکر اس چشمۂ فیضان الٰہی سے سیراب ہو رہی ہیں آپ کی فیاّضیوں کا کیا کہنا۔ قبلہ عالم ہر ایک دِل کو بیدار کرتے ہیں۔ مقبولان حق شمع مصطفائی کے پروانوں کی طرف نگاہ کرتے وقت حُسن تاباں کی کرنوں سے روشن ہیں۔ ان پاک لوگوں کے سینے جمال محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روشن اور درخشاں ہیں۔ آپ کی زیارت کرنے سے کُفر نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ چونکہ آپ صفاتِ الٰہی کے خزانے ہیں۔ آپ اہلِ تحقیق کے پیشوا ہیں۔ اہلِ ذکر و فکر کے رہبر ہیں۔ اہلِ طریقت کے لئے حجت، سالکوں کے لئے معلّم علم لدنی کے دریا ہیں۔ آپ طالبان حق کے ہادی ہیں۔ مجبوروں اور دردمندوں کی دوا ہیں۔ آپ عشق کے زخموں کی مرہم ہیں۔ جن کے دردِ سینہ سے چاند بھی داغدار ہے۔ آپ اس اُجڑے خانہ خراب دِل کو آسائش پہنچانے والے ہیں۔ آپ ہمیں خوابِ غفلت سے بیدار کرنے والے ہیں۔

آپ عاشقوں کے سلطان ہیں۔ آپ طالبان کے لئے رحمتِ عالم ہیں۔ آپ بیقراروں کے قرار دینے والے گنہ گاروں کی شفاعت کرنے والے قبلہ عالم اپنا سایہ اپنی طفیل ہمارے اوپر قائم و دائم رکھیں۔ آمین

ہر جان کے لئے غم و الم کی دولت نہیں ہے۔ جو نیکی کے راستہ پر سینہ تان کر چلتا ہے۔ وہ کسی اور تجلّی سے دوچار ہوتا ہے۔ اور جو مسکینی عاجزی اور

گمنامی میں سر جھکا کر چلتا ہے ۔ اس کی تجلی کا مصدر کچھ اور ہی ہوتا ہے ۔ جو ا
محبوب کی مار سے لذت نہ پاوے وہ صادق مرید نہیں ۔ مرشد کے پاؤں ک
خاک مرید کی آنکھوں کا سُرمہ ہے ۔ مرید اپنا دامن بھرنے کے لئے مرشد کے سام
جاکر دست بستہ ہو کر اپنا سر زمین پہ رکھ دے ۔ اجازت ملنے پر اُلٹے پاؤں وا
ہو کر دو زانو بیٹھ جائے ۔ سرکار قبلہ مرشدی کی تمام صفات اپنے اندر لانے ک
کوشش کریں ۔ آپ سلطان الفقراء ہیں ۔ قادری گل و گلزار کے شہنشاہ ہیں
کسی سلسلہ کا بھی مرید ہو ۔ زیارت کرنے کے بعد آپ کے کرم کا مشتاق بن جاتا
طریقت کا ہر سلسلہ آپ سے فیضیاب ہو رہا ہے ۔ آپ ہر ایک کو
قرب وصال کے پیالے نہیں ۔ صراحی نہیں ۔ خم نہیں ۔ ندی نہیں ۔ نالے نہیں
سمندر ہی سمندر نوش کرا رہے ہیں ۔ آپ پر آنے والے میں اسلامی روح پھونک
رہے ہیں ۔ جو آتا ہے ۔ اسلامی تعلیم کی دولت سے جھولی بھر کر جاتا ہے ۔

ہر وقت بھکاریوں کا ہجوم درِ اقدس پر رہتا ہے ۔ روحانی بھیک عنایت
کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے ۔ وہ اللہ تعالے کی قدرت سے یہ بعید نہیں ۔ کہ وہ
سارے عالم کی خوبیاں ایک ہی صفاتِ وجود میں جمع کر دے ۔ قربِ الٰہی
ولایت علم و عرفان ، زہد و تقویٰ ، مجاہدات ، تبلیغ و اصلاح مسلمین
ان سارے فضائل و کمالات ہیں اگر اولیاء اللہ مقربین واصلین ، علما
عرفاء زہاد و متقین مجاہدین و مبلغین و مصلحین کو بنظر تحقیق دیکھیں گے
تو حضرت خواجہ خواجگان حضرت صوفی محمد نقیب اللہ شاہ قادری ہر طبقے میں
افضل و اعلیٰ وارفع نظر آئیں گے ۔ اور نہ صرف یہ بلکہ ہر صفت کمال میں
اکمل ہونے کے ساتھ آپ بیک وقت ساری خوبیوں کے جامع بھی ہیں
اسی بنا پر آپ کے سر ولایت ہفت اقلیم کا تاج ہے ۔ اسی وجہ سے آپ

مقام فوقیت سے نوازے گئے۔ جو کہ ولایت میں سب سے اونچا مقام ہے۔ آپ کے ہاتھ پر بہت سے گمراہ اور بدعتی تائب ہو چکے ہیں۔ اور مزید ہو رہے ہیں۔ دل نواز صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔ پوری دنیا کے ہر ملک میں آپ کے مُرید محفلِ ذکر مناتے ہیں۔

آپ کی وجہ سے روحانی خزاں رسیدہ چمن میں بہار آ گئی۔ اور اصولِ دین کے وہ پھول جو مرجھا گئے تھے۔ پھر شگفتہ و شاداب ہو گئے۔ جن کی مہک سے فضائے عالم پھر عطر بیز ہو گی۔ آپ سرکار کے حقائق و معارف کا بیان کرنا بہت مشکل ہے۔ جب بیان کرنا مشکل ہے تو سمجھنا کتنا مشکل ہے۔ آپ اس طرح رموزِ معرفت بیان فرماتے ہیں۔ کہ ہر طالب و سالک صراطِ مستقیم پر گامزن ہونے کے لئے اُٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ یہ لہلہاتے چمن یہ مہکتے پھول یہ جھلملاتے ستارے یہ دہکتے انگارے یہ چمکتا ماہتاب یہ دمکتا آفتاب یہ تلاطم خیز سمندر یہ بلند و بالا پہاڑ یہ شاد و آباد بستیاں یہ رنگ برنگ صورتیں کیا یہ سب رونقیں باقی رہیں گی۔ نہیں نہیں۔ ہرگز نہیں۔ سب کے سب فنا ہو جائینگے۔ لیکن میرے مرشد کا جلوہ نہ مٹے گا۔ اور نہ اس پر مر مٹنے والے مٹیں گے۔ زندگی ان کا مقدر ہے۔ پ نمبر ۱۴ : سورۃ نحل : آیات نمبر ۹۷

من عمل صالحا سے لے کر کانوا یعملون ۝

ترجمہ : جو اچھا کام کرے۔ مرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان تو ضرور ہم اسے اچھی زندگی دے کر زندہ رکھیں گے۔ اور ضرور انہیں ان کا بدلہ دیں گے جو اُن کے سب سے بہتر کام کے لائق ہو۔ ہم اسی کے ہیں۔ ہمارے سے کیا پوچھنا آؤ۔ ان سے دل لگاؤ۔ زیارت کرو۔ قبلہ سرکار کی باتیں سنو۔ تاکہ متاعِ حیات مل جائے۔ ہمارے پیر بھائی ملک کے طول و عرض میں بلکہ بیرونِ ملک میں بھی

مخلصین چھپلے ہوئے ہیں۔ جس کا دل تنگ ہے۔ وہ اسلام سے باہر ہے۔ ہاں جب مرشد اپنے مرید کی نظر بیدار کرتے ہیں۔ تو اندھیروں میں سے اُجالوں کی طرف آجاتے ہیں۔ اللہ اللہ قبلہ عالم نے ہر عقیدت مند کو جینے اور مرنے کا سلیقہ فرما دیا ہے۔ مگر افسوس ہم ان کے پیچھے دوڑ رہے ہیں۔ جن کو نہ جینے کا سلیقہ آتا ہے۔ اور نہ مرنے کا سلیقہ۔

خالی آتے ہیں خالی رہتے ہیں۔ اور خالی ہاتھ جاتے ہیں۔ روتے آتے اور روتے جاتے ہیں۔ مگر دیکھو۔ دیکھو۔ حضرت خواجہ خواجگان حضرت صوفی محمد نقیب اللہ شاہ قادری کے در پر جو آتا ہے۔ وہ روحانی فیض کے دامن بھر کے لے جاتا ہے۔ قبلہ عالم کے سب مرید درخشاں ستارے اور گلشنِ معرفت کے مہکتے پھول ہیں۔ اپنے اور بیگانوں کی خدمت سے سیرت انسانی کے جوہر کھلتے ہیں۔

عقیدت و محبت کی فضاؤں میں ہر کوئی رہنا چاہتا ہے۔ لیکن بادِ مخالف کی طوفان خیزیوں کا مقابلہ کرنا صرف اور صرف اہل اللہ کا کام ہے۔ سرکار ہر سال بیرونِ ملک کا تبلیغی دورہ کرتے ہیں۔ ہندو سکھ انگریز سینکڑوں کی تعداد میں مسلمان ہو چکے ہیں۔ اور فیضانِ الٰہی حاصل کر رہے ہیں۔ آپ قبلہ عالم ناموس رسالت کے محافظ و نگہبان ہیں۔ آپ دین اسلام کے پُر جوش مگر خاموش مبلغ ہیں۔ آپ کی تبلیغ نہایت ہی دلنشین اور دلآویز ہے۔ سننے والے دلوں کو تھامے ہوئے آگے بڑھ رہے ہیں آپ سرکار وصول اللہ کی معراج اور قبولِ حق کا کھلا راستہ ہیں۔

آپ خزینۂ رحمت اور دفینۂ حکمت ہیں۔ دلوں میں جھانکنے والے علوم غیبیہ کے طلوع کا مقام ہیں۔ آپ حقائق کے سمندر کے غوطہ زن ہیں۔

عاملین و کاملین کے جمع ہونے کی جگہ ہیں۔ کاملین مکمل، ظاہروں کے لئے محبت اور دلیل ہیں۔ پسندیدہ لوگوں کی آنکھ کی پتلی اور دانش مندوں کا باغ ہیں۔ آپ طریقت کے نورِ حقیقت کے پھول جہان والوں کے لئے زینت اور عالموں کی آنکھ ہیں۔ رہنمائی کا آئینہ، محبت کی سیڑھی، رموزِ معرفت کی جائے ظہور ہیں۔ دریائے حسن، ملاحت کے ناخدا اور خوبصورت قباحت کے گھر کا چراغ ہیں۔ ولایت محمدی اور ولایت ابراہیمی دو دریاؤں کے ملانے والے ہیں۔ اور دو گروہوں کے درمیان صلح کرانے والے ہیں۔

آپ متکلمین متواحدین کی دلیل ہیں۔ سلف کی برہان اور خلف کی حجت ہیں۔ آپ مہدی موعود کی تشریف آوری کے پیغام رسا ہیں۔ اصل آفتاب دین اور رونقِ دین ہیں۔ آپ سلسلہ قادریہ کی محفلوں کے چراغ ہیں آپ کی نظر دل سے غرور و تکبر کو نکال دیتی ہے۔ ہر شخص کا دکھ درد سنتے ہیں۔ اگر ان بزرگوار کا وجود شریف نہ ہوتا تو ہم بے سمجھوں کو صانع کے وجود اور اس کی وحدت کی طرف کون ہدایت کرتا۔ آپ عشق خداوندی کا حال واحوال سلب کرنے والے ہیں۔

اے رہروانِ منزل ابدال اقطاب و اوتاد!

اے پہلوانو! جوانو! آؤ! دریائے بیکراں سے فیض حاصل کر لو تمام نیک بخت اور بد بخت میرے مرشد کے سامنے آؤ۔ اور جھولیاں بھر بھر کر لے جاؤ۔ آپ ہر یتیم و مسکین سے پیار کرتے ہیں۔ یہی نشانِ ولایت ہے۔ آپ خطاب الٰہی کے مشیر ہیں۔ آپ دریائے رحمت ہیں۔ آپ کی ہر صفات عمدہ ہے۔ زہد۔ پاکیزگی۔ تقویٰ، اطاعت، عبادت، فاقہ کشی

قناعت، مروت، دیانت و حفاظت، امانت و بیداری، خضوع و خشوع عاجزی، تواضع و تحمل، مہربانی، کھانا کھلانا۔ اکرام و احسان۔ سچائی و صبر، بردباری، رضا و حیا، سخاوت، ریاضت، مجاہدہ، مراقبہ، مشاہدہ توحید، تہذیب، تجرید و تفرید، محبت و اُلفت، عنایت و رعایت، لُطف و کرم۔ ذکر و فکر۔ شفقت و سفارش۔ غیرت۔ عبرت، حکمت۔ ہمت، خدمت و تسلیم۔ توکل بے پریشانی۔ یقین و اعتماد، حسن خلق میں آپ سرکار اپنے قبلہ مُرشد خواجہ حسن کی حیاتی میں ہی عظمت بلندی و بزرگی میں مشہور ہو گئے ہیں۔

آپ کی مسیحائی نے مریدین کو نئی زندگی بخشی ہے۔ اور بخش رہے ہیں آپ تمام اقسام کے سخن کے عالم ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے جیتے جی انسان کی اخلاق اور روحانی زندگی کی تعلیم و تربیت میں بے مثل کردار ادا کیا۔ اور مزید ادا کر رہے ہیں۔ ہر دانشور کی توجہ آپ کے آستانہ کی جانب لگی ہوئی ہے۔ حکمت و دانائی کے چشمے آپ کی زبان سے جاری رہتے ہیں تمام مخلوق کے دلوں کو آپ کی عظمت و ہیبت کے سامنے سرنگوں کر دیا۔ اللہ تعالےٰ نے اس وقت کے تمام اولیاء کرام کو آپ کے سایہ قدم اور دائرہ حکم میں دے دیا۔ اللہ تعالےٰ نے ہر تعلیم کے خزانوں کی چابیاں تصرفات وجود کی لگامیں آپ کے قبضہ اقتدار دست اختیار میں سپرد فرما دی ہیں ظاہر باطن سب کے سب آپکے مطیع و فرماں بردار ہیں۔ آپ کی جب سخت سے سخت دل پہ نظر جمال پڑتی تو وہ خشوع و خضوع اور عاجزی و انکساری کا مرقع بن جاتا ہے۔ بلند سیرت کے ساتھ خاموش سیرت ہیں۔ عُرس کے موقعہ پر قلندروں اور بھکاریوں کا ایک جم غفیر جمع ہوتا ہے۔ آپ کا کلام فصاحت و بلاغت سے لبریز ہے۔ جس نے آپ کی مخالفت کی وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔

شیخ الطریقت سلطان اولیاء جہاں معرفت کے لیے سرمایہ اعزاز ہیں آپ
کی شخصیت علم وعمل کا مرقع اور رشد وہدایت کا مخزن ہیں بہت عرصہ سے زمانہ
آپ کے فیوض وبرکات سے مستفیض ہوتا چلا آرہا ہے آپ ارادت مندوں کے
لیے مجسم پیغام عمل اسلام کی نشاۃ کلی کے علمبردار بے چین دلوں کے لیے وجہ قرار
اور خزاں رسیدہ گلستان ہستی کے لیے روح بہار ہیں سلطان اولیاء کا شمار ان
عظیم عظیم وسربلند شخصیات میں ہوتا ہے جن کے لیے بزم ہستی موتوں محو جستجو رہتی ہے
آسمان رشد وہدائیت پر ضوفگن ایک ایسے ماہِ عالمتاب ہیں آپ کی کرنوں سے ظلمات
عالم روشنی پاتے ہیں آپ کی ابدی ضیاپاشیوں سے زمان ومکان کی تاریکیاں ہی ختم
نہیں رہیں بلکہ قلب ونظر کی ظلمتیں بھی اجالوں میں ڈھلنے لگیں آپ کی شخصیت اس
قدر جامع الاوصفات ہیں کہ ہر ایک کو بہت جلد اپنی ادبی کوتاہ سامانی کا احساس دامن
گیر ہونے لگتا ہے زمانہ مدتوں سے آپ کی روحانی تعلیم سے فیضیاب ہوتا چلا آرہا
ہے آپ کے کمالات ارادت مندوں کے دلوں کو ہمیشہ ذوقِ فکر عطا کرتے ہیں آپ
کی اِک اک ادا چاہنے والوں کے لیے پیام شوق ہے پاسبان ناموس رسالت ہیں آپ
نے کسی لمحظہ بھی مقام مصطفےٰ کی عظمتوں کو نگاہوں سے اوجھل نہیں ہونے دیتے آپ
کی زندگی بسم بی ولفیدتٗ کا عنوان بنی ہوئی ہے عشقِ وسرمستی تاجدار ہیں آپ کی
توجہ سے قرار اور نگاہوں کو بصیرت ایمانی عطا ہوتی ہے آپ علم وعمل کا پیکر ہیں صدق
وصفا اور بے ریائی کے مظہر ہیں زندگی پابندگی کا بہاریں بکھیرتا ہوا گلشن ہیں۔ آداب
پاکیزہ کا مخزن تاہیں گلستان قادریان کی بہاریں ہیں قلزم معرفت کے گوشہ تابدار ہیں صبح
فطرت کی آرزو ہیں شام آرزو کا حاصل جستجو ہیں عالم ہیں شوکت ایمان کی نمود ہیں زینت
آرائے بزم شمود ہیں محفل ارباب ولائیت کی رنگین ہیں غریب پرور کمتروں کے
عالم غریب نواز انوار معرفت بکھیرنے والے قمر الملت دلوں کو حسن ایمان بخشنے والے

ہیں آپ کی صورت پر وقار سیرت سدا بہار ہے آپ عالم کے بخت خوابیدہ کو بیدار کر رہے ہیں مایوس دلوں کو اُمید کی روشنی بخش رہے ہیں اجڑی ہوئی تقدیروں کو سنوار رہے ہیں آپ کی بدولت سلسلہ قادریہ ابوالعلائیہ جہانگیریہ کو برِصغیر میں بہت فروغ حاصل ہو رہا ہے تشنگانِ روحانیت ذوق در ذوق آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو رہے ہیں دِلوں کی مُرادیں پا رہے ہیں دنیا کے چاروں طرف عظمت سلسلہ قادریہ کا پرچم لہرا رہا ہے آپ اپنے ارادت مندوں کے قلوب کی اصلاح اور تزکیہ نفس کی تعلیم دے رہے ہیں آپ بزرگی و پارسائی کا پیکر ہیں آپ اقلیم روحانیت کے تاجدار ہونے کی وجہ سے منظرِ عام پر آئے آپ نے اپنی خُداداد صفات اور خصُوصیات کی بدولت روحانیت کی صفات کے مظہر سلسلہ قادریہ کو چار چاند لگا دیتے ہیں علم و روحانی کے اقتدار کی سربلندی کے لیے آستانہ عالیہ نقیب آباد شریف موجود ہے آپ کے عقیدت مند چشمہ علم روحانی کے اقتدار کی چھاؤں میں سکون قلب سے زندگی گزار رہے ہیں آپ رموز معرفت میں اسے راز عیاں کرتے ہیں جس سے گُلستانِ نقیب کی خُوشبو کی مہک دل و دماغ میں بسی رہتی ہے آپ بہترین چراغ روشن کر رہے ہیں حضرت خواجہ صوفی نقیب اللہ شاہ سے روحانی وابستگی رکھنے والوں کی تعداد شمار سے باہر ہے آپ کے مریدین برِصغیر کے تمام شہروں اور قصبات تک پھیلے ہوئے ہیں اپنے مریدین کی ڈوبی ہوئی داستانیں سنتے اور انھیں رخصت فرماتے دینی و دنیاوی معاملات میں ان کی اعانت فرماتے عقیدت مندوں کے احوال کی نگرانی فرماتے ہوئے انھیں سنّت رسولِ کریم صلی اللہ والہٖ وسلم پر عمل پیدا ہونے کی تلقین فرماتے آپ کی روحانی عظمت سربلندی اور رہنمایانہ بصیرت کا یہ عالم ہے جدھر رُخ کرو برِصغیر میں نقیبی نظر آئیں گے عقیدت مندوں کا ہجوم بہت زیادہ ہوتا ہے قدم بوسی کے لیے ہے وقت بہت کم ملتا ہے آپ ہر ایک کو دعاؤں سے نوازتے ہیں۔

آپ سرکار حضرت خواجہ خواجگان صوفی محمد نقیب اللہ کے معمولات

عقیدت مندوں کی آمد کا سلسلہ شب و روز جاری رہتا ہے۔ ان کی داستان غم سن کر آپ سرکار زخمی دلوں پر عشق کی مرہم لگا کر ان کی دیگر معاملات میں اُن کی اعانت فرماتے۔ مریدین کے قیام و طعام کا بہترین انتظام کرتے۔ تبلیغی اور اصلاحی دورے کرتے ہیں۔ اُن کے ساتھ ساتھ ذکر فکر ورد وظائف عبادات کی پابندی بھی آپ کے سوز مرہ کے معمولات میں شامل ہے۔ عبادت میں محویت و استغراق عجز و انکساری عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طرۂ امتیاز ہے آپ ہر وظائف تسبیح کے بغیر کرتے ہمیشہ ذکر الٰہی میں مصروف رہتے یہ کیفیت ہمہ وقت جاری رہتی آپ جس محفل میں بھی تشریف لے گئے اس کو بے رونق نہیں ہونے دیا۔ آپ کی محفل سے کسی کا بھی اٹھنے کو جی نہیں کرتا، عرس کی تمام محفلیں قابلِ دید ہیں۔ عرس میں ہر رات ہر دن ہر لمحہ بابرکت اور روشن ہے۔ ہر رات قبلۂ عالم بے نقاب ہو کر درماندہ حیرت زدہ عشق کے مریدین کو نوازتے ہیں۔ عرس کے موقع پر جلوہ ہائے حسن بے نیازی ترک کر کے انداز دلربائی کے ساتھ عشق بے قرار مرید کو دیدار دیا جاتا ہے اس موقعہ پر خود حسن کی طلب ہوتی ہے۔ حسن کی عطا پاشیاں عشق کے تقاضوں سے بھی سوا ہوتی ہے۔ عرس کے دوران حسن کی نگاہ ناز عشق کو وصال سے ہمکنار کر کے سراپا حسن بنا دیتے ہیں۔ یہی دن رات جمال وصال کہلاتے ہیں۔ ان دنوں میں جلوہ بھری آنکھوں سے حسن کی خیرات اس کرامات سے تقسیم ہوتی ہے کہ مریدین کی کائنات سے کوئی ذرہ محروم نہیں رہتا۔ بے قرار کو قرار ملتا ہے۔ گم کردہ راہوں

کو ہدایت ملتی مصیبت والوں کو راحت ملتی ہے۔ گنہگاروں کو توبہ کی توفیق و قبول ہوتی ہے نادم و پریشان گناہ گاروں کو مغفرت کی دولت نصیب ہوتی ہے۔ دوزخ کی آگ سے نجات تنگی رزق و دیگر پریشانیاں دور ہوتی ہیں۔ جاہلوں کو ہدایت ملتی ہے۔ رزق میں کشائش ملتی ہے۔ دنیا طلب کرنے والوں کو دنیا ملتی ہے دین کی طلب کرنے والوں کو دین طیبہ کی طاقت ملتی ہے۔ عالموں کو رسوخ فی العلم کا رتبہ ملتا ہے۔ محبوب کے گوشے کی ہواؤں کو ترسنے والوں کو سرکار قبلہ مرشدی خود ملتے ہیں۔ محبت رکھنے والوں کو محبت میں ترقی ملتی ہے۔ محبوب کے حسن و جمال کو بے حجاب نظاروں کو ناکام تمنائیں شاد شاد ہوتی ہیں۔ فراق میں تڑپنے والوں کو وصال سے ہمکنار ہوتے ہیں۔ اس موقعہ پر دستور زندگی سکھایا جاتا ہے۔ ان نورانی محفلوں میں آسمان سے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ خوش قسمت آنکھیں فرشتوں کو آتا ہوا دیکھ بھی لیتی ہیں پس اے مریدین قبلہ مرشدی ہے کے جوانان سلسلہ قادری اگر اپنی زندگیوں میں حسن و جمال کے خواہاں ہو تو کبھی غفلت نہ برتنا۔ تمام زائرین شہنشاہ حقیقی کی بارگاہ میں آجاؤ تو محروم نہیں رہو گے ان عرس کی راتوں میں جاگ کر اپنے مرشد کو یاد کرو اگر قبلہ سرکار حضرت خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ کی تعریف لکھنا چاہوں تو آپ کی عظمت و وقار آپ کے دبدبے کے سامنے قلم کی چال بہک جاتی ہے زبان عاجز ہو جاتی ہے۔ الفاظ اپنی اپنی تہی پر شرمسار دکھائی دیتے ہیں۔ دل دھڑکتا، قلم لرزتا اور ہاتھ کانپتا ہے۔

مرید ظاہر باطن میں مرشد کی ایک ایک ادا کو سراپا حسن سمجھیں۔ مسلمان چونکہ خود حسین ہے حسن پسند اور حسن پرست ہے۔ اس لیے وہ ساری کائنات کو اسی زاویئے سے دیکھتا ہے۔ اہل کائنات کو اسی حسن کے جلوؤں کا متوالہ بنانا چاہتا ہے۔

جس کا وہ خود مشتاق و اسیر ہے۔ حسین مرشد کی حسن پسند طبیعت حسن پرور فکر کا تقاضا رسالت کے سنانے اور سننے میں بسر ہوتا ہے اور دنیا سے ان کی وابستگی صرف اس قدر ہوتی ہے۔ جس قدر ان کے محبوب کی رضا ہوتی ہے۔
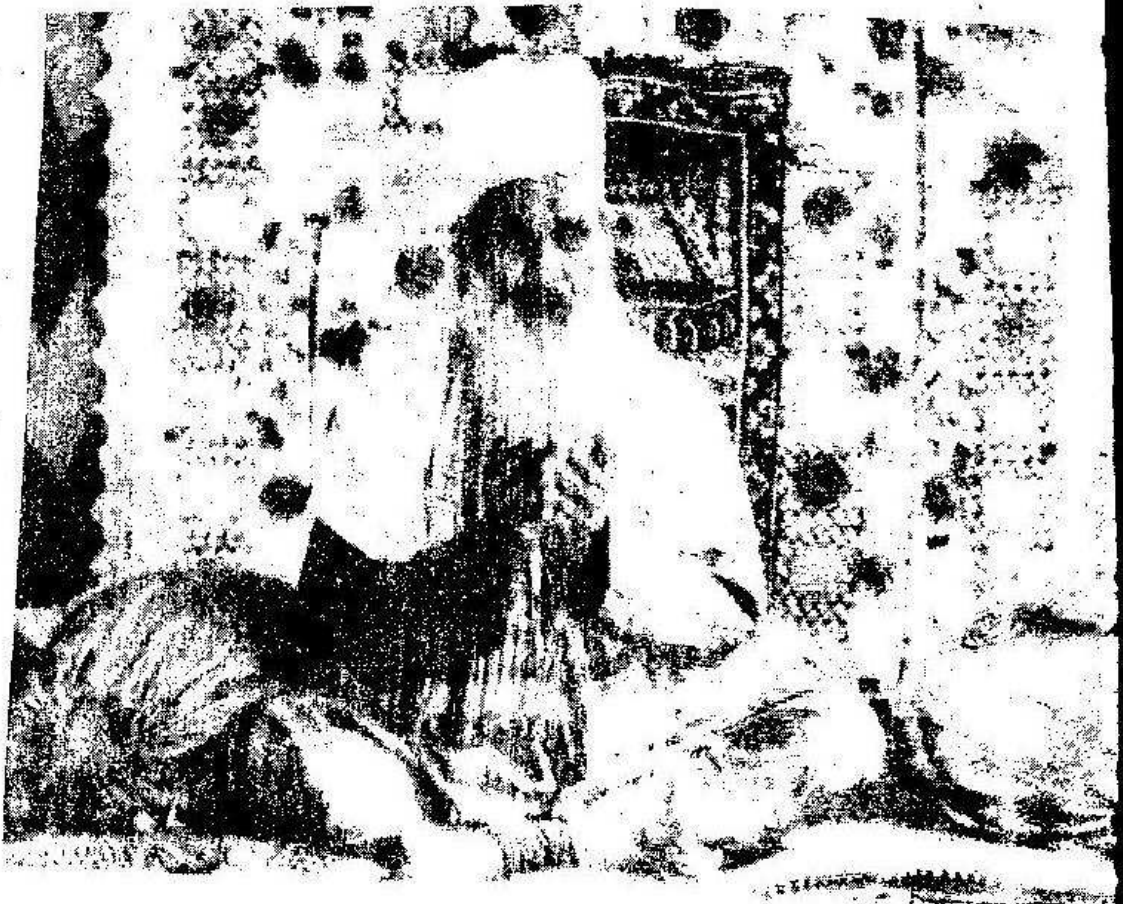
سرکار کی کرامات

کوٹ وارث میں پیر بھائی صوفی محمود احمد کی ہمشیرہ ہم سب کی پیر بہن شکوراں
کو گنٹھیاں کی مرض ہو گی ہے۔ چار سال اپنی چارپائی سے نیچے نہ اتر سکی عرس
وقت پر عبدالسلام پیر بھائی نے سید انور سعید سے بات کی۔ کہ قبلہ عالم دعا فرمائیں
ٹھیک ہو سکتی ہے۔ بہر قبلہ مرشدی واپس تشریف لے گئے۔ عرس کے بعد
میں صوفی بشیر احمد نمبردار کے ہاں محفل سماع کا پروگرام تھا۔ انور سعید شاہ
۔ چلو بھائی سلام سرکار سے دعا کرائیں۔ محفل کے دوسرے دن واپسی کے
حضور جان عالم کی قدم بوسی کے لیے پیش ہوئے۔ ہمارے ہاں تشریف
حضور نے فرمایا کہ ادھر کیا کام ہے۔ عرض کی کہ بہن سخت بیمار ہے۔
کے موقع پر اتنی فرصت نہیں ہوتی کہ عرض کر سکوں۔ قبلہ مرشدی نے
ہاتھ اٹھاؤ۔ آپ نے دعا فرمائی اسی وقت شکوراں بی بی صحت یاب

آپ کے تین صاحبزادے ہیں

ڈیوٹی علیحدہ علیحدہ قبلہ نے لگائی ہوئی ہے۔ بڑے صاحبزادے حضرت صوفی قدرت اللہ شاہ عُرس اور دیگر وقت لنگر، طعام کا انتظام کرتے ہیں۔ انتظام سنہشاہی ہوتا ہے۔ کسی کھانے والے کو تکلیف نہیں ہوتی۔ آپ ڈیوٹیاں والوں کی نگرانی بھی کرتے ہیں۔ ایک بار کا ذکر ہے کہ عرس کے موقع پر ڈیوٹی والوں نے آپ سے گوشت کم ہونے کی عرض کی۔ آپ نے حکم ارشاد فرمایا۔ کہ جس بیلوں سے کھیتی باڑی کی جاتی ہے۔ ان میں سے جو زیادہ وزنی ہے۔ اس کو ذبحہ کر لو۔ ایسا ہی ہوا۔ حلال ہوتے بیل کی قیمت اس وقت دس بارہ ہزار کی تھی۔ آپ کی ڈیوٹی کھیتی باڑی کرنا بھی ہے۔

سرکار کے دوسرے صاجزادے حضرت عظمت اللہ شاہ ہیں۔ ان کی ڈیوٹی عرس کے موقع کی ہر کارواں قافلہ آنے والے کا نام لکھنا اور ان کی حاضری کے اداب فرمانا اور نمبردار حاضری کا حکم کرنا پھر آگے جاکر کارواں کے ساتھ مل کر حاضری پیش کرنا۔ آپ سرکار۔ قبلہ عالم کے تیسرے صاجزادے صوفی حبیب اللہ شاہ ہیں۔ آپ کی ڈیوٹی آستانہ عالیہ پر خط لکھنا خطوں کا جواب دینا۔ عرس کے موقع پر آپ کی قیادت میں جوڑے، کمبلی تشریف ہار پیش کیے جاتے ہیں۔ اور سلسلہ طریقت دیگر کام کا بندوبست کرتے ہیں۔

○

قبلہ عالم کے منشی صاحبان اور ان کے نام

صوفی عبدالغنی صاحب، صوفی سلیم اللہ، صوفی مطلوب، صوفی ذوالفقار علی، صوفی عبدالکریم، سرکار جب محفل خانہ میں جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ تو عبدالغنی اور سلیم اللہ ساتھ ہوتے ہیں اور سرکار کے ملفوظات لکھتے رہتے ہیں۔ محفلوں کی تاریخوں اور وقت بھی لکھتے ہیں۔

ڈیوٹی والوں کے کمانڈروں کے نام

○ افتتاحی تقریب کے اسٹیج سیکرٹری جناب صوفی نور محمد صاحب۔
چک نمبر ۱۰۰ رحیم یار خان

○ لنگر کمانڈر:

○ جناب صوفی محمد امین ○ جناب صوبیدار خداداد ○ صوفی نذیر احمد
دارالشفاء نقیبہ پر فوجی ڈاکٹروں کی ڈیوٹی ہوتی ہے۔

○ محفل مشاعرہ یا محفل سماع کے اسٹیج سیکرٹری صوفی لعل محمد کوٹلی آزاد کشمیر والے ہیں۔ قوالوں کے نام لکھ کر سرکار کو پیش کرنے اور ان کے وقت تعین کرنا۔ بروقت قوالوں کو بلانا۔

○ صوفی بشیر احمد دولتان والے مسجد میں اذان اور جماعت کرانا اور مزید وضو کے لیے پانی کا بندوبست کا پورا پورا انتظام، واپسی وقت تبرکات تقسیم کرنا۔

آپ سرکار کے مشہور خلفاء کرام کے نام:

نام خلفاء کرام	پتہ
صوفی بشیر احمد شاہ	دوتھان - حال مقیم نشاط کالونی لاہور
صوفی عبدالرحمن شاہ	مستہ کسوال - گوجرخان - راولپنڈی
صوفی باباحفیظ اللہ شاہ	بی - سی چوک ملتان
صوفی لعل محمد شاہ	کوٹلی آزاد کشمیر
صوفی محمد نواز شاہ	[illegible] آزاد کشمیر
صوفی محمد خان شاہ	گجرات
صوفی شوکت علی شاہ	مہاروالی بہاولنگر
صوفی عبدالغنی شاہ	پشاور
صوفی محمد حیات شاہ	بنوں ، کوہاٹ
صوفی آفتاب شاہ	راولپنڈی
صوفی تاج محمد شاہ	سقیصر خوشاب
صوفی میجر سید ناصر علی شاہ	کھاریاں
صوفی سمیع اللہ شاہ	فقیر کوٹ چھل ڈبلو سوات
صوفی بشیر احمد شاہ	خلاص پور
صوفی عنایت شاہ	پنڈ سوک - جہلم
صوفی عبدالعزیز	پیرانا اڈا اریاں دلہڑی
صوفی ڈاکٹر محمد یوسف	کلر سیداں - راولپنڈی

نام خلفاء کرام	پتہ
صوفی محمد حسین شاہ	گڑھ مہاراجہ جھنگ
صوفی محمد مبین شاہ	کوٹلہ کاھواں شیخوپورہ
صوفی بشیر احمد شاہ	" " "
صوفی کا کے شاہ	چک نمبر ۱۴ اگل سانگلہ ہل۔ شیخوپورہ
صوفی عبد الغفور شاہ	بھبل والی سیالکوٹ
صوفی اختر علی شاہ	ہری پورہ ، ملیسی وہاڑی
صوفی امان اللہ شاہ	فرید ٹاؤن ۔ ساہیوال
صوفی نور محمد شاہ	چک نمبر ۱۰۰ رحیم یار خان
صوفی نذیر احمد شاہ	کراچی
صوفی امین شاہ	جہلم
صوفی اصغر علی ایڈووکیٹ	خانیوال
صوفی رنگ زیب شاہ	ایبٹ آباد
صوفی محمد ایوب شاہ	" "
صوفی محمد نذیر عاصی	پچونڈہ سیالکوٹ
صوفی سید نور محمد	تلونڈی قصور
صوفی آفتاب شاہ	راولپنڈی
سید نور محمد شاہ	بہاولپور
صوفی خاکسار شاہ	لاہور
صوفی سید انور سعید شاہ	مدینہ کالونی نقیبی روڈ مانانوالہ ۔ ضلع شیخوپورہ
صوفی ظہور الحق شاہ	چک نمبر ۹۸ نیڈز روڈ کا جڑانوالہ ۔ فیصل آباد

نام خلفاء کرام	پتہ
صوفی محمد حفیظ شاہ	چک نمبر ۱۰۰ رحیم یار خان
صوفی سید نیاز محمد شاہ	کوٹلہ وارث شاہ ملتان
صوفی منیر احمد شاہ	فیصل آباد
صوفی مختار علی، بشیر احمد، محمد ایوب	لمبا پنڈ فیصل آباد
صوفی منظور احمد	چک نمبر ۱۵ شمس ننکانہ صاحب شیخوپورہ
صوفی محمد شفیع	گوجرانوالہ
صوفی سلیم اللہ شاہ	لاہور
صوفی مطلوب	آزاد کشمیر
صوفی فرخ جبین شاہ	لاہور
صوفی بابا عنایت شاہ	نقیب آباد شریف
صوفی لالہ ملک امان	کوئٹہ
صوفی حاجی محمد شریف شاہ	〃
صوفی محبوب احمد شاہ	〃
صوفی محمد حنیف	سوڈی وال قصور ۔ منڈی ہیرا سنگھ
صوفی محمد عرفان شاہ	اٹک
صوفی غلام سرور شاہ	راولاکوٹ پونچھ
صوفی سید اکبر علی شاہ	مظفر آباد
صوفی محمد اختر شاہ	میرپور سندھ
صوفی نثار احمد شاہ	گوجرانوالہ
صوفی گلزار احمد شاہ	ڈیرہ غازی خان
صوفی اخلاق احمد شاہ	لاہور
صوفی بشیر احمد شاہ	گھمن کے بھائی پھیرو قصور

حضرت خواجہ خواجگان حضرت صوفی محمد نقیب اللہ شاہ کی ذات گرامی کے ساتھ آکر میں اپنی انتہائی عقیدت و بے پناہ محبت اور وابستگی کا دعویٰ کروں۔ تو یہ نہ تو کسی شخص پر احسان ہوا نہ اسلام پر یہ ظاہر کرنا ہے کہ خوش قسمتی سے میرا نور ایمانی و بصیرت قائم ہے۔ ورنہ آج کل زمانہ بہت خطرناک مقام سے گزر رہا ہے۔ سرکار موجودہ صدی کے امام و پیشواؤں کے پیشوا ہیں آپ کے ماننے والوں کی تعداد اتنی کثیر ہے۔ دنیائے اطراف و اکناف میں آپ کے چہرے پر انوار سے فیض یافتہ مریدین کا شمار اس قدر ہے۔ کہ آپ کی ذات سے علوم معرفت پھوٹتے ہوئے چشموں اور حکمت و دانش کے بہتے ہوئے دریا سے بالواسطہ اپنی روحانی پیاس بجھانے والے صوفیائے عظام اتنے ہیں کہ آپ کی فہرست بنانی بہت مشکل ہے۔ ان میں سے چند صوفیائے کرام کے نام مندرجہ بالا ہیں جو آپ پڑھ چکے ہیں آپ سرکار نے بر صغیر میں اپنی روحانی قوت کا لوہا منوایا ہے۔ آپ ہر ایک کے لیے مینار نور ہیں آپ کے مریدین عشق رسول کا جھنڈا ہاتھ میں لیے للکارتے ہوئے آگے بڑھ رہے ہیں۔ چنانچہ دنیائے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ آپ نے اپنے مریدین پر چھائی ہوئی جہالت و نادانی کی تمام تاریکیاں دور کر دیں اور ظاہری و باطنی ماحول کو صحیح کر دیا اب یہ خلفاء کرام حق و صداقت کے ستارے بن کر چمک رہے ہیں۔ اس کے انوار و تجلیات سے صرف پاکستان میں ہی نہیں بلکہ دنیا کے چپہ چپہ میں ستارے بقعہ نور بن چکے ہیں۔ آپ نے اپنے مریدین کے علاوہ بھی جو آیا۔ اس کے ذہن و دماغ، قلب و روح کو ایمان و یقین کے مقدس فکر و شعور اور پاکیزہ احساس و تخیل سے لبریز کر دیا ہے اب آپ کے خلفا کرام کا یہ عالم ہے کہ وہ پاکستان اور بیرون پاکستان تبلیغ اسلام کر رہے ہیں۔

آفتابِ علم و حکمت بن کر افق عالم پر تجلی ریز ہو رہے ہیں ۔ دین وحق کی بنیادیں مستحکم و مضبوط کر رہے ہیں ۔ آپ ان نقوشِ قدسیہ میں سے ہیں جن کے قلوب عشقِ الٰہی اور محبت مرشد سے معمور و لبریز ہیں ۔ آستانہ مرشد میں ان خلفاء کرام کی آہ و فغاں کو رسائی ہوئی ۔ مرشد کا دریائے رحمت جوش میں آیا ۔ اپنے سچے محبت کرنے والے کو اپنی بارگاہ حاضری کی اجازت دے دی کتنا مقدس سفر کیسے کیسے پاکیزہ جذبات و احساسات کا دریا موجزن ہے ۔ شمع محبت ان کے دلوں میں جگمگا رہی ہے ۔

یہی وہ پاکباز انسان ہیں ۔ جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا و خوشنودی کے لیے اپنا عظیم سا عظیم سرمایہ اور عزیز سے عزیز تر ین دولت خوشی کے قربان کر دیتے ہیں ۔ یہی وہ اسلام کے راستہ کے رہبر ہیں ۔ جو راستہ کی سختیوں اور دشواریوں سے بے نیاز اپنی منزل کی جانب رواں دواں رہتے ہیں ۔ دنیا والے ان کو جنون و پاگل گمان کرتے رہتے ہیں ۔ لیکن وہ اس کے جنون و پاگل پر مسکراتے ہیں ۔ ان کی سختی بھی رحمت ہوتی ہے ان کا ہر کردار عمل رضائے الٰہی کے لیے ہوتا ہے اس کے خلاف ہر سازش ناکام ہو جاتی ہے اپنے دین پاک کی ترویج و اشاعتِ تبلیغ کا اہم کام پایۂ تکمیل تک پہنچاتے ہیں ۔ ان سے جو بھی طاقت ٹکراتی ہے پاش پاش ہو جاتی ہے ۔ یہ ہیں وہ پاک ہستیاں جن کا ظاہر و باطن کام کرتا ہے ۔ ایسے بزرگوں پہ ہزاروں زندگیاں قربان کی جا سکتی ہے ۔

یہی وہ مردانِ خدا و خاصانِ کبریا ہیں جن کی عظمت و رفعت کے پاکیزہ درخشاں نقوش دن بدن تابندہ سے تابندہ تر ہوتے جاتے ہیں ۔ ان بزرگوں کی ایک منزل ایسی بھی آتی ہے جب اس کی **حیات** کا ایک ایک لمحہ نغمہ توحید و

جلوس کی آمد

پاکستان کے کونے کونے سے مثلاً کراچی۔ حیدرآباد۔ کوئٹہ۔ کوہاٹ۔ پشاور
روالپنڈی۔ رحیم یار خاں۔ بہاولپور۔ ملتان۔ ساہیوال۔ بہاولنگر۔ فیصل آباد۔ شیخوپورہ۔
لاہور۔ گوجرانوالہ۔ سیالکوٹ۔ اسی طرح ہر ضلع اپنا اپنا جلوس لاتا ہے۔ دُور دراز سے
آنے والے عقیدت مند لوگ عرس شروع ہونے سے ایک دن پہلے روانہ ہوتے ہیں
اور اپنی اپنی گاڑیوں کو رنگ برنگ کے جھنڈے بینروں اور جھنڈیوں سے سجا کر لاتے
ہیں پانچ رنگوں میں ہوتے ہیں سبز سرخ سفید زرد اور سیاہ رنگ پرچم لہراتی گاڑیاں
موٹریں جب بستیوں دیہاتوں اور شہروں سے گزرتی ہیں تو لوگ سڑکوں کے کنارے
کھڑے ہو کر نظارہ دیکھتے جلوس میں شامل لوگ اپنی اپنی سیٹوں پر مُرشد کی بارگاہ ناز
میں ہدیہ نیاز کے طور پر درود و سلام پیش کرتے چلے آتے ہیں کچھ لوگ بسوں کی چھتوں
پر باآواز بلند سیدنا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی ذات اقدس اور
آپ کی آل اولاد پر درود و سلام کے انمول تحائف پیش کرتے چلے آتے ہیں۔ جو کہ
پروردگار عالم اور ملائکہ کی سُنّت ہے اپنے محبوب کو یاد کرنا ہی تکمیل ایمان ہے یادِ
محبوب ایک ایسی نعمت ہے جو کم لوگوں کو نصیب ہوتی ہے محبوب کی یاد میں دین دُنیا
کی بھلائی خاصیت ہے۔ اپنے محبوب کو یاد کرنے سے دس درجات بلند ہوتے ہیں۔
سکون قلب حاصل ہوتا روح کو تسکین ملتی ہے اور دردِ دل جیسی عظیم و بے مثال
نعمت عطا ہوتی ہے جو صرف اور صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم اور مُرشد
کی نگاہِ عنایت سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اسی بات کے پیشِ نظر محبت کے متوالے
اپنے اپنے کاروبار کام کاج چھوڑ کر راستے کی تکلیفیں برداشت کرتے ہوئے عرس
شریف شروع ہونے سے ایک دن پہلے اپنی ڈیوٹی سرانجام دینے کے لیے آستانہ
مُرشد نقیب آباد شریف حاضر ہو جاتے ہیں اور رات دن کام کرتے ہیں اور ساتھ
ساتھ قبلہ عالم کے دیدار سے فیضیاب و سرخ رُو ہوتے جاتے ہیں جلوس کی صورت

میں آنے والا کارواں آستانہ عالیہ نقیب آباد سے ۲ دو فرلانگ کے فاصلہ پر لاہور روڈ پر تقریباً بارہ بجے کے قریب آکر رُک جاتا ہے اور کارواں میں شامل افراد اپنا اپنا لباس تبدیل کرنے میں مشغول ہو جاتے ہیں تمام لوگ باوضو ہو کر حاضری کے لیے تیاریاں کرتے ہیں ہر ٹولی کا اپنا ایک خاص لباس ہوتا ہے جسے پہن کر ہر ٹولی اللہ اکبر حق نقیب یا نقیب کے نعرے بلند کرتی ہوئی آستانہ پاک کی طرف قدم بڑھاتی ہے ہر ٹولی کے آگے دو افراد ہوتے ہیں جو جشن جہانگیری کا بینر اٹھائے ہوئے ہوتے ہیں زائرین کا عجیب سماں ہوتا ہے کوئی عقیدت مند بھی ننگے سر نہیں ہوتا۔ جوں جوں منزل قریب آتی ہے دل دھڑکنے لگ جاتا ہے کیف وسرور میں اضافہ ہوتا ہے۔ دل گوشیاں کرتا ہے کہ ہم جنت میں جائیں گے جنت حسین منظر آنکھوں کے سامنے دکھائی دے رہا ہوتا ہے جوں جوں استانہ عالیہ کی طرف دیکھتے ہیں قلب نظر کی حالت دگرگوں ہوتی جاتی ہے جذبات ومحسوسات میں ایک تلاطم برپا ہونے لگتا ہے آنکھیں نم دل میں غم جسم سمٹا سمٹا سا لگتا ہیں جُھکی جُھکی سی ایسے محسوس ہوتا ہے کہ ہر آدمی تحلیل ہوتا جا رہا ہے۔ کہیں خٹک ناچ کہیں بلوچی رقص کہیں سندھی لڈی کہیں پنجابی دھمال کہیں درود وسلام تو کلمہ طیبہ کی صدائیں گونجتی ہیں گویا یوں کہیے کہ ہر عقیدت مند پر فیضان نقیب کا اثر نمایاں دکھائی دیتا ہے عجیب حالت کیفیت طاری ہوتی ہے آنکھوں کے سامنے ہر طرف مُرشد کا جلوہ نظر آتا ہے۔ حاضری دینے والی ٹیم اپنی باری اور اپنے نمبر پر آستانہ کی طرف بڑھتی ہے وہاں قبلہ عالم حضرت خواجہ خواجگان صوفی محمد نقیب اللہ شاہ صاحب جلوہ فرما ہوتے ہیں۔

حاضری کے لیے اجازت

قبلہ عالم کے نزدیک لاؤڈ سپیکر میں آواز دینے کی ڈیوٹی صوفی نور محمد صاحب چک نمبر ۱۰۰ والے انجام دیتے ہیں ہر ٹیم سرکار کی اجازت اور اپنی باری کے مطابق نظر نیاز پیش کرنے کے لیے قبلہ عالم کی طرف ہاتھ باندھے سر جھکائے دھیمے دھیمے آگے بڑھتے

اور نذرانہ پیش کرنے کے بعد واپس چلی جاتی ہے پھر دوسری ٹیم اپنے انداز اور اپنے رنگ کے مطابق نذرانہ پیش کرتی چلی جاتی ہے یہ سلسلہ تقریباً نمازِ عشاء تک جاری رہتا ہے اور ہزاروں زائرین اس پر لطف منظر کا نظارہ کرتے ہیں۔ یہ مقدس جگہ تمام عقیدت مندوں کی کائنات کا مرکز جمال ہے آپ کی عظمت ابدی ہے آپ کا جمال سرمدی ہے اسی لیے عقیدت مند اپنے گناہ اور خطائیں معاف کرانے اس مقدس جگہ حاضری دیتے ہیں اور اپنے محبوب سے حسن کی خیرات مانگنے آتے ہیں۔

جس جگہ قبلہ عالم جلوہ افروز ہوتے ہیں وہاں چند گز دائیں بائیں چونے سے ایک لکیر لگائی جاتی ہے تاکہ حاضری دینے والی ٹیم کے لیے لوگوں کا ہجوم دشواری اور پریشانی کا سبب نہ بنے تمام زائرین چونے کی لکیر کے باہر کھڑے ہو کر منظر کا لطف اٹھاتے اگر کوئی آدمی غلطی سے لکیر کے اندر داخل ہو جائے تو ڈیوٹی پر موجود عملہ اُسے لکیر سے باہر نکلنے کا اشارہ کرتا ہے نظم و ضبط کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ حضرت خواجہ خواجگان صوفی محمد نقیب اللہ شاہ صاحب ایک خوبصورت اسٹیج پر جلوہ فرما ہوتے ہیں اور دائیں بائیں آپ کے پیر بھائی تشریف رکھتے ہیں اور نزدیک ہی بڑے بڑے خلفاء اکرام تشریف رکھتے ہیں اسٹیج کے اوپر ایک خوبصورت شامیانہ لگا ہوتا ہے جسے بہت ہی خوبصورت انداز سے سجایا ہوتا ہے رنگ برنگی پھولوں کی لڑیاں لٹکائی ہوئی ہوتی ہیں اور درمیان میں چاند اور اردگرد ستارے بنے ہوتے ہیں

لوگوں کے ہجوم کی وجہ لاہور بورڈ تین چار گھنٹے کے لیے بند ہو جاتا ہے ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے کہ راستہ کھل جائے لیکن زیادہ ہجوم کی وجہ سے ٹریفک رُک جاتی ہے عقیدت مند جلوس کی شکل میں دھمال رقص لڈی خٹک ناچ کلمہ شریف کا ذکر کرتے آتے ہیں اور جب قبلہ عالم کے سامنے پہنچتے ہیں تو قدم خود بخود رک جاتے ہیں اور مودب کھڑے ہو کر سرکار کی بارگاہ میں سلام عقیدت پیش کرتے ہیں جس وقت قربِ عظیم میسر ہوتا ہے تو توجہ کی کرنوں سے قلب میں گرمی عشق ایمان محسوس ہونے لگتی ہے نور کی ذرا سی رمق سے سارا باطن روشن و تابناک ہو جاتا ہے جذبات سے

آنکھیں غمناک ہو جاتی ہیں سلام عقیدت سے اپنی اپنی منتیں لنگر خانہ میں پیش کی جاتی ہیں جلوس کا نمائیندہ دسربراہ مُرشد پاک کے گلے میں ہار ڈالتا ہے زینتِ دیدار کے بعد قدم بہ قدم پچھلے پاؤں اپنے شامیانوں میں واپس لوٹ جاتے ہیں سلامی دے چکنے کے بعد عرس شریف کا باقاعدہ افتتاح ہوتا ہے اور سب عقیدت مند اور زائرین چونے کی لکیر سے باہر کھڑے ہو جاتے ہیں۔

افتتاح عرس شریف

عرس کا افتتاح تلاوتِ قرآن مجید سے کیا جاتا ہے اور بعد میں قوال محمد طفیل محمد منیر جو کہ ٹی وی اور ریڈیو کے آرٹسٹ اور ملک کے نامور قوال ہیں سلامی پیش کرنے کے لیے آتے ہیں جانانِ عالم کی اجازت سے اپنا خاص کلام پیش کرتے ہیں سرکار سلام کا جواب دیتے ہیں قوال پچھلے پاؤں واپس لوٹ جاتے ہیں سرکار کے سامنے تمام عقیدت مند مودب اور خاموشی کے ساتھ بیٹھے ہوتے ہیں یہ سماں بڑا سہانا اور پُر لطف ہوتا ہے جب ہر ذرہ ہر مُرید پر سمت آپ کا طواف کر رہے ہوتے ہیں اسی طرح تین بار قوال سلام پیش کرتے ہیں آخر پر سرکار قبلہ عالم دُعا خیر فرماتے ہیں عرس کی تمام کارروائی وڈیو کیمرے سے فلمائی جاتی ہے

عرس کی پہلی رات کا پروگرام

سب عقیدت مند اپنے اپنے شامیانوں میں آرام کرتے ہیں بعد نمازِ مغرب کھانا کھلایا جاتا ہے تھوڑے وقفے کے بعد نماز عشاء کا وقت ہوتا ہے نماز با جماعت ادا کی جاتی ہے نمازِ عشاء کے بعد محفل کا آغاز تلاوتِ کلام پاک سے ہوتا ہے پھر نعتیہ مشاعرہ مشاعرہ میں ملک کے نامور صوفی شاعر تشریف لا کر محفل کی رونق کو دوبالا کرتے ہیں پھر محفل نعت منعقد ہوتی ہے جس میں ملک کے نامور اور مقامی نعت خواں حصہ لیتے ہیں علمائے کرام تقریریں کرتے ہیں درود سلام بارگاہ رسالت

میں پیش کیا جاتا ہے محفل کے اختتام پر سرکار دعائے خیر فرماتے ہیں اور اگلی صبح سید عبد اللہ عرف بابا بُلھے شاہ سرکار کے دربار پہ چادر چڑھانے کا اعلان کیا جاتا ہے۔

دوسرا دن

ناشتہ کے بعد دوسرے دن سب عقیدت مند حضرات اپنی اپنی گاڑیوں سمیت صبح سات بجے سے لے کر آٹھ بجے تک استانہ عالیہ سے روانہ ہو کر دربار حضرت سید عرف بلھے شاہ قصور پہنچ جاتے ہیں بازار لاری اڈہ سے لے کر دربار حضرت بابا بلھے شاہ صاحبؒ تک بند رہتا ہے۔ اور چادر چڑھانے کے بعد بازار کھل جاتا ہے۔ سرکار قبلہ عالم نو بجے بعذریہ اپنی گاڑی دربار بلھے شاہ صاحب تشریف لے آتے ہیں اور لاری اڈہ سے ایک فرلانگ کے فاصلہ پہ چادر کشائی ہوتی ہے دربار شریف پر قوال حضرات اپنے اپنے انداز سے قوال پیش کرتے ہیں جو حضرات قوالی پیش کرتے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں محمد طفیل محمد منیر نقیبی قوال شہر قصور امان اللہ نقیبی کراچی والے نفیس احمد قوال حیدر آباد فروز دین کوئٹہ والے نذیر احمد ملتان والے پشتو قوال پشاور والے سید دستار علی عبد اللہ عرف بلھے شاہ کے مزار پر چادر چڑھائی جاتی ہے چادر چڑھانے کے بعد پھر قوالی کی ایک عظیم محفل ہوتی ہے۔ چادر چڑھانے کا منظر قابل دید ہوتا ہے لوگ اپنے مکانوں کی چھتوں پر چڑھ کر پھولوں کی پتیوں اور عطر کی بارش کرتے ہیں۔ دربار شریف پر مسند شریف لگانے اور موسم کے مطابق ہر سال پانی اور چائے وغیرہ کا انتظام محمد طفیل و محمد منیر نقیبی قوال کرتے ہیں چادر پوشی اور محفل سماع کے بعد آخر حضرت خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ صاحب دعائے خیر فرماتے ہیں۔ اور وہاں سے یہ قافلہ روانہ ہو کر آستانہ عالیہ نقیب آباد شریف پہنچ جاتا ہے آستانہ عالیہ پر لنگر تقسیم کیا جاتا ہے پھر کچھ عرصہ آرام کرنے کے بعد نمازِ ظہر ادا کی جاتی ہے۔ نمازِ ظہر کے بعد جوڑے شریف پیش کیے جاتے ہیں۔ تمام اضلاع کے لوگ گروہوں کی صورت

میں جمع ہو کر قوالوں کے ساتھ زیرِ سایہ شہزادنشین صوفی محمد حبیب اللہ شاہ صاحب جوڑے شریف پیرو مُرشد حضرت خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ صاحب کو پیش کرتے ہیں۔ ہر قوال کو قوالی کے لیے تھوڑا تھوڑا وقت دیا جاتا ہے۔ اِس کے بعد نمازِ عصر کا وقت دیا جاتا ہے اور نمازِ عصر ادا کی جاتی ہے نماز کے بعد کملی شریف پیش کی جاتی ہے کملی پیش کرنے کے بعد کھانا کھلایا جاتا ہے کھانے کے بعد نمازِ مغرب ادا کی جاتی ہے پھر کھانا کھلایا جاتا ہے اتنے میں نماز عشاء کا وقت ہو جاتا ہے نماز ادا کی جاتی ہے نمازِ عشاء کے بعد محفل سماع کا آغاز ہوتا ہے اور تقریباً دو بجے تک قوالی سنی جاتی ہے۔

اور صُبح تین چار بجے مسجد میں ذکر شریف کے لیے بیٹھتے ہیں اور اتنے میں صبح کی اذان کا وقت ہوتا ہے مؤذن اذان کہتا ہے اور تمام حاضرین نمازِ فجر ادا کرتے ہیں اور کچھ نہانے دھونے کے بعد آرام کرتے ہیں

دوسری رات محفلِ سماع

دوسری رات قبلہ عالم کے تشریف لانے کا اعلان کیا جاتا ہے سب عقیدت مند زائرین لوگ باادب کھڑے ہو جاتے ہیں اور سرکار تشریف لاتے ہیں جب سرکار حکم دیتے ہیں تو سب لوگ اپنی اپنی جگہ بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر محمد طفیل، محمد منیر نقیبی قوال تشریف لاتے ہیں اور سرکار کی اجازت کے مطابق محفل سماع کا آغاز ہوتا ہے جو احساسات عقیدت مندوں کے دلوں کی گہرائیوں میں دبے ہوتے ہیں وہ محفلِ سماع میں آہستہ آہستہ ابھرنے لگتے ہیں اور یہی احساسات آنسوؤں کی صورت میں بہہ نکلتے ہیں۔ آج اس افراتفری کے عالم میں اِس عظیم ہستی نے انسان دوستی انسانی ہمدردی انسان سازی انسان آرائی کا بے مثال کارنامہ سرانجام دے رہے ہیں جس طرف آپ کی نگاہ اُٹھتی ہے اُدھر سے ہی اللہ اللہ کی صدائیں گونج اُٹھتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضور کو دیکھنے کے لیے ہمیشہ مُرید بے تاب رہتے ہیں۔

محفل کے بعد قبلہ عالم جانِ عالم قیام کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی عقیدت مند رقص میں جھومنا شروع کر دیتے ہیں اس وقت عجیب کیفیت ہوتی ہے قبلہ مرشدی نے اس بیکراں کائنات کو عشق خداوندی کا ایسا سبق دے رہے ہیں جو باعث رحمت کا نزول ہے۔ سب دینوں کے سربراہ اور فرقوں کے راہنما سرکار کی کارکردگی دشادمانی اور تحسین کا اظہار کر رہے ہیں۔ سماع اللہ تعالیٰ کا ایک بھید ہے یعنی راز ہے جو رقص کرنے والے عاشقوں کے دلوں میں اترتا ہے عاشق الٰہی اس وسیلے سے پروانے کی طرح دیوانہ بن کر وجد میں آتے ہیں۔ یہ دیوانے دیکھنے میں تو زمین پہ پاؤں رکھتے ہیں لیکن باطن میں خُدا جانے کہاں قدم رکھتے ہیں۔ اگر ہر آدمی پر سماع کا راز ظاہر ہو جائے یا حقیقت عیاں ہو جائے تو وہ ایک دم بھی بغیر سماع کے نہ گزارے۔ سماع اہل لطافت کے لیے ہے اور اہل لطافت ہی سنتے ہیں اہل کثافت کے لیے سماع مکروہ ہے سماع دل جمعی والے سنتے ہیں اور عاشق رقص کرتے ہوئے مشاہدہ کرتے ہیں مقصد بغیر مشقت اور محنت کے حاصل نہیں ہوتا رقص درد والے لوگ ہی کرتے ہیں۔ محفل سماع ختم ہوتے ہی محفلِ ذکر شروع ہو جاتی ہے ذکر شریف صوفی نذیر احمد کراچی والے کراتے ہیں صوفی نذیر احمد صاحب ذکر اور رقص کے شہنشاہ ہیں رقص کے بعد نمازِ فجر پڑھی جاتی ہے بعد میں ناشتے کا اہتمام کیا جاتا ہے ناشتہ کے بعد قرآن خوانی کی جاتی ہے۔

تیسرا دن

سرکار قبلہ عالم تیسرے دن صبح تقریباً چھ کے قریب قوالی حال میں مسند شریف پر جلوہ افروز ہوتے ہیں اور قُل شریف پڑھے جاتے ہیں قل شریف پڑھے جانے کے بعد جناب حضرت خواجہ خواجگان صوفی محمد نقیب اللہ شاہ صاحب اپنے خاص خاص مُریدوں کو خلافت اور اجازت سے نوازتے ہیں [illegible] اور اعلانات کے فرائض صوفی عبدالغنی کرتے ہیں اعلانات کے بعد ختم کلام

کے لیے دعائے خیر کی جاتی ہے۔ اور محفل رنگ ہوتا ہے اس میں چھوٹے بڑے سب رقص کرتے ہیں اور اپنی اپنی حاضری کے امیدوار ہوتے ہیں محفل رنگ کے بعد سرکار قبلہ عالم جان عالم سب کے لیے خصوصی دُعا فرماتے ہیں۔ پھر کھانا تقسیم کیا جاتا ہے کھانا کھانے کے بعد اجازت کا اعلان کیا جاتا ہے ساتھ ہی صوفی لبشر احمد دوکھان شریف والے تبرک تقسیم کی ڈیوٹی دیتے ہیں عرس شریف کے تمام پروگرام یعنی سماع سے محفل رنگ تک اسٹیج سیکریٹری کے فرائض صوفی محمد لال محمد صاحب میرپور (کشمیر) والے انجام دیتے ہیں۔ اجازت کا اعلان سنتے ہی واپسی کی تیاری میں گاڑیاں ہارن بجا بجا کر اپنے گھروں کو جانے کے لیے بلا رہی ہوتی ہیں اور عاشق لوگ غمناک اور حسرت بھری نگاہوں سے آستانہ مرشد پاک کی طرف دیکھ رہے ہوتے ہیں۔

واپسی کا پروگرام

قبلہ مرشدی اپنے دیوانوں کی مجبوریاں اور کمزوریوں پیش نظر رکھتے ہوئے مناسب وقت پر ہر عقیدت مند کو رخصت عطا فرماتے ہیں۔ عقیدت مند کا واپس لوٹنے کو دل نہیں چاہتا آپ عاشقوں کے لیے باعث راحت وسکون ہیں عاشق چاہتے ہیں کہ ادھر ہی طواف کرتے رہیں۔

عاشقوں کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ہم آستانہ پر کتنی دیر ٹھہرے رہے ہیں آپ واپسی پر سہمے سہمے کھڑے ہیں کچھ آنسوؤں کی جھڑی لگائے کھڑے ہیں مریدین کا تانتا بندھا ہوتا ہے اور سب اشکبار کھڑے ہیں۔ شمع خاص روشن ہوتی ہے سب آنسوؤں سے منہ دھوتے ہوئے جُدائی کے زخم سینے سے لگائے آستانہ کی طرف حسرت بھری نگاہوں سے تکتے ہوئے قدم بوسیاں اور الوداع کہتے ہوئے اپنے اپنے گھروں کو واپس جانا شروع ہو جاتے آستانہ مرشد کی حاضری کے بعد واپسی کا تصور دل کو گھائل کیے جا رہا ہوتا ہے کوئی ... کے ساتھ کھڑا رو رہا ہے اور کوئی دروازے کے ساتھ ملاقات

کا خواہاں آنسو بہا رہا ہے اسی طرح دوسری رات کی شام آجاتی ہے اور شام کے سائے اپنا رنگ دکھانا شروع کر دیتے ہیں لیکن رات کی تاریکی میں آستانہ چودھویں رات کے چاند سے بھی زیادہ چمکتا ہوا دکھائی دیتا ہے البتہ رونق پہلے دنوں کی نسبت کم ہو جاتی ہے اور سماں اُداس اُداس سا معلوم ہوتا ہے اور دوسری رات کے پہر بدلتے بدلتے تیسری رات میں داخل ہو جاتے ہیں۔

تیسری رات

دِن بھر کے آرام کے بعد تیسری رات بعد نمازِ عشاء خاص خلفائے کرام کے لیے محفل سماع منعقد کی جاتی ہے اس محفل کا رنگ کچھ نرالا ہی ہوتا ہے رات ماحول بہت پرسکون ہوتا ہے ہجوم قدرے کم ہو چکا ہوتا ہے انوار کی برسات ہو رہی ہوتی ہے حاضرین میں اکثریت سرکار قبلہ عالم حضرت خواجہ خواجگاں صوفی محمد نقیب اللہ شاہ صاحب کے خلفائے کرام کی ہوتی ہے۔ سرکار جس طرف توجہ فرماتے ہیں وہی ارادت مند کیفیت و سرور کی بہاریں لوٹنے لگ جاتا ہے اِدھر عشق کی آگ کے شعلے ہیں اور سرکار قبلہ کعبہ شاہ سوار لامکاں ہمہ وقت عشق تقسیم کر رہے ہوتے ہیں اِسی لیے خلفاء کرام اسمائے ذاتِ حق اللہ اللہ عالم رقص، وجد میں دِل دوز اور جگر سوز نعرے بھی لگائے جاتے ہیں صوفیا کے ذوق سے حاضرین مجلس ذوق کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے یہ سب کچھ سلطان المشائخ حضرت خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ کی ایک نظر کی برکت کی وجہ سے ہے ایسی محفلوں میں دلوں کو راحت پہنچتی ہے کیونکہ صوفیا کا دل محفل اسرار ربوبیتہ ہوتا ہے شوق کے درد سے جو آتا ہے وہ ذوق کی دوا لے کر جاتا ہے جو فراق کا درد لے کر آتا ہے وہ وصال کی دولت لے کر لوٹتا ہے نیستی کے درد سے آؤ بیخودی کی دوا لے کر جاؤ فنا کا درد لے کر آؤ بقا کی دوا لے کر جاؤ نیاز کا درد لے کر آؤ بے نیازی کی دوا لے جاؤ سماع اللہ تبارک و تعالیٰ کا ایک راز ہے جو آدمی کے دل میں ایسے ہی پنہاں ہے جو لوہے اور پتھر میں

آگ بوتھی پتھر پر لوہے کی ضرب لگاؤ تو وہ ظاہر ہو جاتی ہے سریلی آواز پتھروں کو موم بنا دیتی ہے اِس سہانی اور عظیم الشان محفل میں جو صوفیائے کرام موجود ہوتے ہیں اُن کے اسمائے گرامی مندرجہ ہیں۔

چک نمبر ۱۰ رحیم یار خان صوفی بابا حفیظ اللہ صوفی سید نیاز محمد ملتان محمد بشیر دو تھان دکشمیر)، صوفی لال محمد کوٹلی دکشمیر)، صوفی محمد نواز دکشمیر) صوفی عبد الرحمٰن مینہ کسوال۔ صوفی محمد خان گجرات۔ صوفی شوکت علی بہاولنگر صوفی لور حسن بہاولپور۔ صوفی نذیر احمد جہلم والے دعال مقام کراچی، صوفی خاکسار لاہور۔ صوفی آفتاب آمد پورہ راولپنڈی صوفی محمد حسن بہاولنگر۔ صوفی عزیز احمد۔ وہاڑی۔ صوفی عبد المجید وہاڑی۔ صوفی ملک اصغر علی ایڈووکیٹ خانیوال۔ صوفی عبد الغفور ہیل والی سیالکوٹ صوفی دوست محمد کرنالوی سرگودھا۔ صوفی امان اللہ ساہیوال۔ صوفی ذوالفقار علی ٹھٹھی پاکپتن۔ صوفی محمد حسین جھنگ۔ سید ظہور الحق اینڈ منیر احمد فیصل آباد۔ صوفی فرخ حسین لاہور۔ صوفی محمد شریف اینڈ صوفی محبوب احمد احمد کوئٹہ۔ صوفی ملک امان کوٹھ حال کراچی۔ صوفی محمد حیات دسنڈھا، شکر درہ بنوں کوہاٹ۔ صوفی عبد الغنی پشاور۔ صوفی سلیم اللہ لاہور۔ صوفی محمد شریف تھوتھیاں کلاں چک نمبر ۱۰۔ صوفی سجاد آف ظفروال سیالکوٹ۔

صوفی سید انور سعید نقیبی آف مالو الا ضلع شیخوپورہ۔

جشن جہانگیری کے موقعہ پر تِل دھرنے کو جگہ نہیں ملتی آپ کے عقیدت مندوں کا بہت بڑا اجتماع ہوتا ہے۔

عرس ہائے سلسلہ قادری ابوالعلائی جہانگیری

نمبر شمار	تاریخ	اسما گرامی	نام منتظم صوفی ، مقام عرس شریف
۱	۱۰-۱۱-۱۲ ذیقعدہ	حضرت مخلص الرحمٰن جہانگیری	قبلہ عالم - نقیب آباد شریف ضلع قصور
۲	۱۰-۱۱ بھادوں	سید عبداللہ شاہ عرف بابا بلھے شاہ	صاحبزادہ محمد حبیب اللہ شاہ ، نقیب آباد شریف ، قصور ،
۳	۲۰ - ۲۱ صفر	برسی اماں حضور	نقیب آباد شریف قصور ،
۴	۱۷-۱۸ رجب المرجب	حضرت سیدنا امام جعفر صادق ؑ	صوفی سید انور سعید نقبی مدینہ کالونی نقشبی روڈ مانانوالہ ضلع شیخو پورہ
۵	۹-۱۰ صفر	حضرت امام موسیٰ رضا ؑ	صوفی محمد عنایت شاہ پنڈ سوکر جہلم
۶	۴-۵-۶ محرم	حضرت بابا فرید شکر گنج	صوفی بابا حفیظ اللہ شاہ پاکپتن شریف صوفی ذوالفقار علی
۷	۱۹-۲۰ صفر	حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش ؒ	لاہور اسٹیشن
۸	۴-۵-۶ رجب	حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری	صوفی اختر علی - ہری پور ، ملیسی ضلع وہاڑی
۹	۱۰-۱۱ ربیع الثانی	حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی ؒ	صوفی محمد مبین کوٹلہ کاہلوان ، ضلع شیخوپورہ
۱۰	۱۵ - ۱۴ رجب	حضرت جنید بغدادی ؒ	صوفی اثار حسین ڈھوک ، مرزا علی شاہ گوجرخان راولپنڈی
۱۱	۸-۹ بیساکھ	سید عبداللطیف عرف امام بری	صوفی آفتاب حسین ، امرپورہ راولپنڈی
۱۲	۲۲-۲۳ ذوالحجہ	حضرت باقر شاہ	توقیر آباد چنکوٹھی منظفرآباد کشمیر ،

نمبر شمار	تاریخ	اسمائے گرامی	نام منتظم صوفی، مقام عرس شریف
۱۳	۴-۵-۶ جمادی الاوّل	حضرت خواجہ محمد حسن شاہ	صوفی لعل محمد شاہ پاکستان چوک حیدر آباد
۱۴	۲-۳-۴ رجب	حضرت منعم پاکباز	صوفی بشیر احمد عظمت پورہ، نشاط کالونی لاہور
۱۵	۲-۳-۴ شوال	حضرت عنایت حسین شاہ	صوفی عبدالرحمٰن شاہ ڈھوک کرم آباد، راولپنڈی
۱۶	۲۴-۲۵ ربیع الاوّل	شہنشاہ محمد نبی رضا شاہ	بابا صوفی حفیظ اللہ شاہ بی۔ سی چوک ملتان شریف
۱۷	۱۔ ذوالحجہ	نجم الدین قلندر	صوفی امان اللہ خان رانا، فرید ٹاؤن ساہیوال
۱۸	۲۸-۲۹ صفر	شاہ تقی الدین شاہ	صوفی شوکت علی خان رانا، بہاولنگر
۱۹	۵-۶ صفر	حضرت پیر سید اہل اللہ	صوفی سمیع اللہ چھیل مدین سوات،
۲۰	۱۲-۱۳ ربیع الاوّل	حضرت مظہر حسین شاہ	صوفی ڈاکٹر محمد یوسف کلر سیداں راولپنڈی
۲۱	۲-۳ ربیع الاوّل	حضرت شمس الدہا	صوفی محمد حسین شاہ گڑھ مہاراجہ جھنگ
۲۲	یکم جمادی الثانی	حضرت شاہ نصیر الدین	صوفی عبدالغفور بھبل والی سیالکوٹ
۲۳	۹-۱۰ شعبان	حضرت فرحت اللہ شاہ	صوفی فاضل حاجی والا گجرات
۲۴	۲۴-۲۵ شعبان	حضرت قطب الدین شاہ	صوفی ولایت علی شاہ پیراں شریف، کھاریاں گجرات۔
۲۵	۱۴-۱۵ ذی الحجہ	حضرت شاہ عبدالحئی	صوفی محمد اسلم شاہ پلندری کشمیر
۲۶	۸-۹ صفر	حضرت سید ابو العلاء	صوفی بشیر احمد اخلاص پورہ۔ جہلم
۲۷	۶-۷ ذی الحجہ	حضرت میاں محمد بخش	صوفی محمد نواز شاہ کھڑی شریف
۲۸	۵-۶ ربیع الاوّل	چھٹی شریف	صوفی عبدالعزیز پرانا لاری اڈا دیالڑی

نمبر شمار	تاریخ	اسمائے گرامی	نام منتظم صوفی، مقام عرس شریف
۲۹	۲۰-۲۱ ربیع الاول	صوفی اللہ رکھا شاہ	صوفی احسان الٰہی ساجو چک سیالکوٹ
۳۰	۲۱-۲۲ " "	حضرت معین الدین چشتی، چھٹی شریف	عمردین- علی وان، روہڑی سکھر
۳۱	۱۴،۱۵ جمادی الثانی	صوفی گل حسین شاہ	صوفی حبیب اللہ شاہ پنڈدایاں اسلام آباد
۳۲	۲۵-۲۶ " "	صوفی لعل حسین شاہ	سلیم اختر اکوڑی اٹک
۳۳	یکم شعبان	صوفی ہدایت علی شاہ	ماسٹر محمد افضل کھوتہ راولپنڈی
۳۴	۴-۵-۶ شعبان	چھٹی شریف	صوفی محمد طفیل لودھی۔ فضل کریم بھٹہ شجاع آباد روڈ راولپنڈی
۳۵	۲۶-۲۷ شوال	صوفی سردار اللہ دتہ	ڈاکٹر محمد اقبال منڈول راولاکوٹ کشمیر
۳۶	۲۹-۳۰- جیٹھ	بابا سادھے شاہ	چنام شریف راولپنڈی
۳۷	۲۳- ہاڑھ	حکیم رحیم بخش چشتی	صوفی نور محمد شاہ چک نمبر ۱۰۰ رحیم یار خان

جشنِ جہانگیری

پاکستان کے مختلف ضلعوں سے آنے والے کارواں کے سربراہوں کے نام:

نمبر شمار	نام ضلع / صوبہ	سربراہ
۱	لاہور	جو بھی اسٹیشن کمانڈر حال موقع پر ہو۔ صوفی فرخ حسین
۲	شیخوپورہ	سید انور سعید نشیبی
۳	سرحد	صوفی عبد الغنی شاہ، صوفی محمد حیات شاہ
۴	ملتان شریف	بابا حفیظ اللہ شاہ
۵	سیالکوٹ	عبد الغفور
۶	گوجرانوالہ	اصغر علی
۷	جہلم	صوفی محمد امین
۸	گجرات	میجر سید ناصر شاہ
۹	اوکاڑہ	صوفی عبد الخالق
۱۰	فیصل آباد	صوفی منیر احمد۔ سید ظہور الحق شاہ
۱۱	کوئٹہ	لالہ صوفی ملک امان شاہ
۱۲	کراچی	صوفی محمد نذیر احمد شاہ
۱۳	میر پور سندھ	صوفی محمد افسر
۱۴	قصور	میجر محمد صادق
۱۵	ساہیوال	رانا صوفی امان اللہ خان
۱۶	خانیوال	صوفی ملک اصغر علی شاہ

نمبر شمار	نام ضلع / صوبہ	سربراہ
۱۷	بہاولپور	صوبیدار صوفی سید نور حسن شاہ
۱۸	بہاول نگر	صوفی پیر شوکت علی
۱۹	حیدر آباد	مریدین صوفی لعل محمد شاہ
۲۰	رحیم یار خان	صوفی نور محمد شاہ
۲۱	اٹک	صوفی محمد عرفان شاہ
۲۲	آزاد کشمیر کوٹلی	صوفی لال محمد شاہ
۲۳	راولاکوٹ پونچھ	صوبیدار صوفی غلام سرور
۲۴	مظفر آباد	صوفی سید اکبر علی شاہ
۲۵	پاکپتن شریف	ذوالفقار علی شاہ
۲۶	سرگودھا	صوفی دوست محمد شاہ
۲۷	جھنگ	صوفی محمد حسین شاہ
۲۸	سکھر روہڑی	عمر دین
۲۹	بھکر	صوفی فرزند علی
۳۰	ولہاڑی	صوبیدار عبدالمجید۔ عبدالعزیز
۳۱	ٹیکسلا پشاور	صوفی محمد اسحاق

خبر نامہ

گلشنِ نقیبؒ

گلشنِ نقیبؒ تانڈوالہ میں یوں تو دس باراں آدمی ذکر کرتے آتے ہیں۔ لیکن صوفی ولی محمد اعوان کی بات نرالی ہے۔ چونکہ صوفی ولی محمد سردی کے موسم میں اندھیری رات میں چار میل سفر کر کے آتے ہیں۔ خواہ بارش کتنی ہی کیوں نہ ہو۔ ضرور جمعرات کو بروقت بعد نماز عشاء پہنچ جاتے ہیں۔ اگر جمعرات کو عید ہے پھر بھی وہ بظاہر اپنے گھر کو نہیں دیکھتے۔ قبلہ مرشدی کی ڈیوٹی تندہی سے سرانجام دیتے ہیں۔ عید شبِ برات شادی وغیرہ کی پرواہ نہ کرتے۔ ذکر و فکر کی محفل پر ضرور آتے ہیں۔

صوفی منظور احمد

پیر بھائیوں کو ہمہ تن دن رات گوشاں رہتے ہیں۔ پیر بھائیوں کی طریقت کے مسائل سمجھاتے رہتے ہیں۔ اسی طرح رمضان شریف میں تین افطار پارٹیاں ہوئیں پہلی آستانہ فیضان نقیب پر افطار پارٹی ہوئی۔ بعد نماز عشاء محفل سماع بابا کبریا قوال فریداد نے حصّہ لیا۔ رات ایک بجے ذکر و فکر کی محفل ہوئی۔ تین بجے سحری کھائی گئی۔ اسی طرح دوسری افطار پارٹی پیر بھائی فرمان علی نقیبی کے گھر ہوئی۔ اس افطار پارٹی میں صرف علاقہ کے پیر بھائی آئے تیسری افطار پارٹی صوفی فضل الدین نقیبی کے گھر پر ہوئی۔ اس افطار پارٹی میں دور دراز سے بھائی تشریف لائے گو ان دو افطار پارٹیوں میں ذکر فکر کی محفلیں نہیں ہوئیں لیکن پیر بھائیوں کا مل بیٹھنا ہی طریقت میں بہت بڑی ہے۔ صوفی فضل الدین یوں تو بہت بڑے معروف ترین بھائی ہیں۔ لیکن پیر بھائیوں کے دُکھ سُکھ میں برابر کے شریک رہتے ہیں۔ اسی طرح صوفی شفیق احمد۔
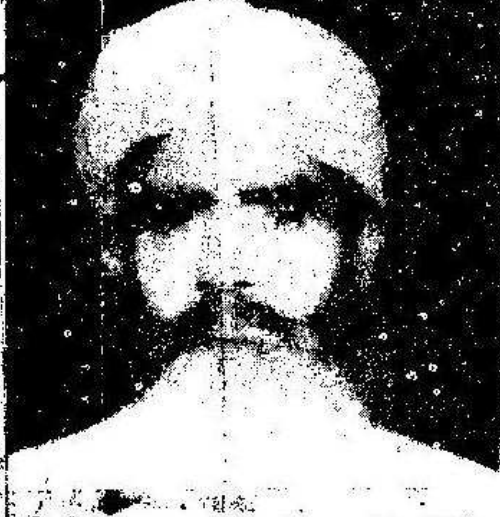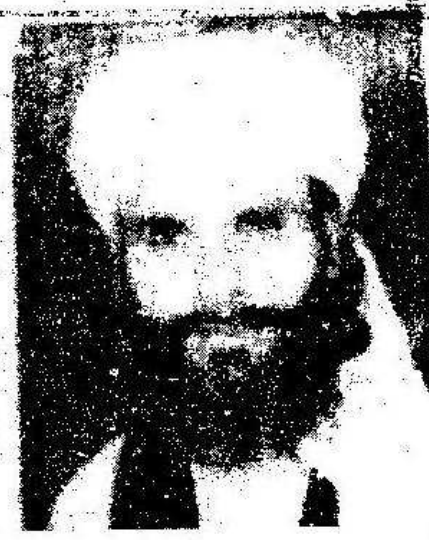
صوفی فضل دین کوٹ جگجیت سنگھ

صوفی منظور احمد چک نمبر ۱۵ شمس شیخوپورہ

صوفی محمد افضل فرید ٹاؤن ساہیوال

عبدالرؤف ساہیوال
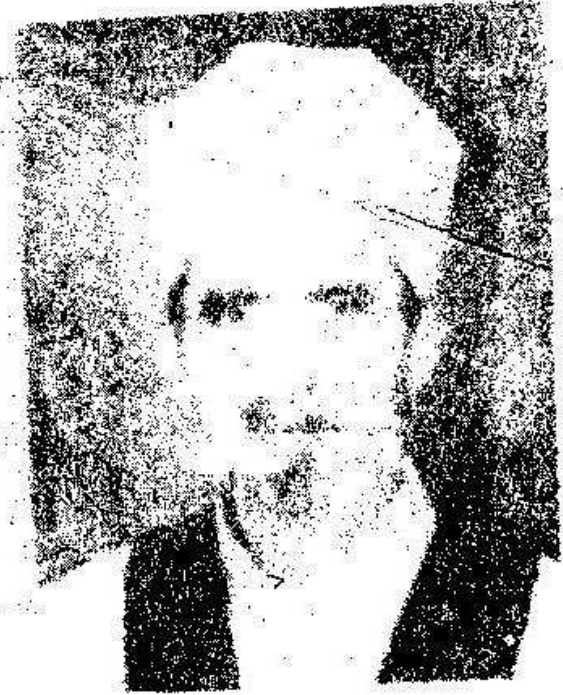
صوفی بشیر احمد جڑانوالہ فیصل آباد　　صوفی عبدالرشید چک نمبر 521/E.B وہاڑی

صوفی غلام مصطفیٰ لالپور گوجرانوالہ　　صوفی پیر خادم حسین شاہ لاہور
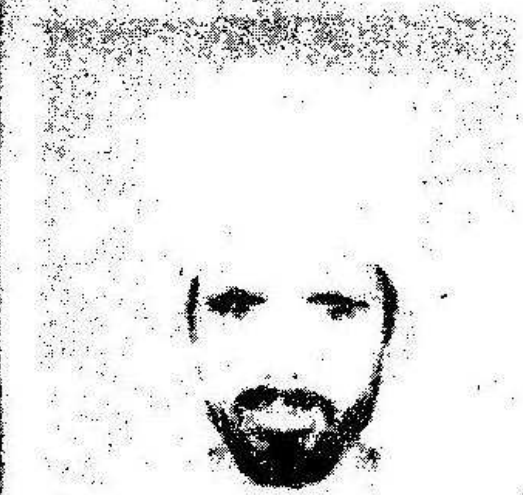
صوفی عزیز الرحمٰن سیعدی قادری چک نمبر ۶ ۳ رحیم یار خان

صوفی منظور احمد سعیدی گوجرانوالہ ،
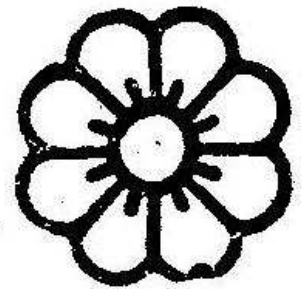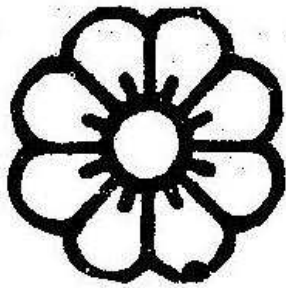
صوفی محمد منیر احمد سعیدی قادری فیصل آباد

ہمت مرداں مدد خدا

ہمت جب کسی شے کا قصد کرتی ہے اور مضبوط طور پر اس پر ڈٹ جاتی ہے تو حسب اپنے وفاق کے اس کو پا لیتی ہے۔ صاحب ہمت کی تمام حرکات و سکنات امرِ مقصود کے لائق اور موافق ہوں۔ اس کی مثال اس شخص کی سی ہے۔ جو مملکت کے حصول کا قصد رکھتا ہے۔ اور پاخانہ کی جگہ سے اُٹھ نہیں سکتا۔ ایسا شخص کبھی اپنے مطلوب کو نہیں پائے گا۔ جو امرِ مقصود کے حصول کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ پس جس شخص میں یہ وصف نہیں وہ ہمت کو نہیں پہچانتا۔ جس نے کسی شے کا قصد اور کوشش کی تو اس نے اس شے کو پالیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَمَنْ جَاهَدَ سے لے کر لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ٥

پ-۲۰ : سورۃ عنکبوت : آیت ۶

ترجمہ : اور جو اللہ کی راہ میں کوشش کرے اپنے بھلے ہی کو کوشش کرتا ہے۔ دوسری جگہ ارشادِ خداوندی ہے۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا سے لے کر لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ٥

پ ۲۱ : سورۃ عنکبوت : آیت ۶۹

ترجمہ : اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھا دیں گے اور بیشک اللہ نیکیوں کے ساتھ ہے۔

ایک آدمی نے بادشاہ کی لڑکی سے شادی کا ارادہ کیا۔ پھر بادشاہ کے پاس گیا۔ اس سے اپنے قصد کا اظہار کیا۔ بادشاہ بہت سمجھدار تھا۔ اس نے کہا

میری لڑکی کا حق مہر ایک موتی ہے۔ جس کا نام برمان ہے۔ وہ نوشیرواں کے خزانوں کے سوا کسی اور جگہ سے نہیں مل سکتا۔ اس آدمی نے اس موتی کا معدن دریافت کیا تو بادشاہ نے کہا۔ اس کا معدن بحرِ سیلان ہے اگر تو اس کا حق مہر مطلوب کو لے آئے گا۔ تو ہم تجھے اس نکاح سے جس کی تو خواہش رکھتا ہے۔ ممتاز کریں گے پس آدمی اس طرف روانہ ہو گیا۔ وہاں جا کر اپنے کاسہ سے پانی بھر کر نکالنا شروع کر دیا۔ ایک مدت تک وہ اس کام پر لگا رہا۔ نہ کھاتا نہ پیتا۔ شب و روز اس مقصد پر اپنے آپ کو روکے ہوئے تھا۔ اس کے صدق پر مچھلیوں نے خدا کے آگے اس امر کی شکایت کی۔ کہیں پانی خشک نہ ہو جائے خدا نے اس فرشتہ کو حکم دیا۔ جو اس دریا پر مؤکل تھا۔ فرشتہ نے دریا کو حکم دیا۔ دریا موج میں آ گیا۔ جب پانی خشکی پر آیا وہاں موتی پھینک گیا۔ وہ موتی لے کر بادشاہ کے پاس گیا۔ بادشاہ نے اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا۔

پیارے دیکھ ہمت نے کیا کر دکھایا۔ اپنے قلب کو سیڑھی اور اسرار کی منازل سے ہٹانا لے کیونکہ دل کا یہ حال ہے۔ جب شیطان انسان پر زندگی کرتا ہے۔ تو وسواس کا کپڑا انہیں پہنا دیتا ہے۔ غفلت کا نام نیند ہے۔ اس وقت لوگوں کو پتہ نہیں کہ ہم کیا کچھ کر رہے ہیں۔ جب اس جہان سے رخصت ہوں گے تو پھر پتہ چلے گا کہ ہم نے کیا کچھ کیا۔ پھر نیند سے جاگ پڑے گا۔ پتہ چلے گا جس سونے سے اولیاء اکرام اور انبیاء علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ اس کو نیند نہیں کہتے اس کو جاگنا کہتے ہیں۔